ماہنامہ

اخبار احمدیہ

مغربی جرمنی

دوسری صدی کا پہلا الہام

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ"

اس صدی کے سر پر خدا کی طرف سے نازل ہونے والا سلام ہمیشہ آپ کے سروں پر رحمت کے سائے کیے رکھے گا۔ اور ان رحمتوں ، اور سلامتیوں کے سائے تلے آپ آگے بڑھیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

دنیا بھر کی جماعتوں نے

صد سالہ جشن تشکر شایان شان طریق سے منایا

آج دُنیا کے ہر احمدی کا دِل خوش ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقعہ خطبہ جمعہ ۲۴ مارچ ۱۹۸۹ء

" آج دنیا کے ہر احمدی کا دل خوش ہے۔ ذرّہ ذرّہ خدا کے احسانات کے ذکر سے لرز رہا ہے۔ تموّج میں ہے دل ہی نہیں بلکہ وجود کا ذرّہ ذرّہ۔ کثرت کے ساتھ دنیا کے کونے کونے سے مبارک باد کی تاریں موصول ہو رہی ہیں اور زمین کے کناروں تک سے یہ آوازیں آرہی ہیں کہ ہاں خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا کر چھوڑا ہے لیکن ان کناروں کو ابھی مزید وسعتیں عطا ہونی ہیں۔ آج جو ہم احمدی نسلیں زندہ ہیں ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کس حد تک اپنے معیار خلوص کو بلند کرکے اور قربانیوں کے معیار کو بلند کرکے ہم نے اگلی صدی کیلئے، اگلی صدی کی آئندہ آنیوالی نسلوں کیلئے رحمت کے سامان مہیا کرنے ہیں۔ بہت سے خوش نصیب ہم میں سے ایسے ہوں گے جنہوں نے گذشتہ صدی کے اختتام سے پہلے بہت سی بدیاں جھاڑ دیں، بہت سے گناہوں سے توبہ کی۔ بہت سے خوش نصیب ایسے ہیں جنہوں نے نئی روحانی زندگی پائی۔ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے مجھے خط لکھے کہ ہم نے جب مسلسل خطبات سن کر اپنے نفس کا جائزہ لیا کہ کس حد تک ہم متقی ہیں اور کس حد تک یہ اہلیت رکھتے ہیں کہ اگلی صدی کے سر پر کھڑے ہوں تو ہم نے اپنے آپ کو بے حد گنہگار پایا بلکہ اس لائق نہ پایا کہ ہم احمدی کہلائیں لیکن آج اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے ہم تجدید بیعت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ کامل خلوص اور کامل عزم کے ساتھ، اور ایک نیا روحانی وجود اگلی صدی میں داخل ہوگا۔ پس یہ وہ جماعت ہے جس میں ہزاروں، لاکھوں کو خدا نے نئی زندگیاں عطا کی ہیں، نئے وجود بخشے گئے ہیں، نئے خلوص نصیب ہوتے ہیں۔ بہت سی بدیاں ان کی جھڑ کر پچھلی صدی میں جا پڑی ہیں۔ آئندہ ان نیکیوں کی حفاظت کرنے کے سامان کرنے ہیں۔ ان نیکیوں کو پھیلانے کے سامان کرنے ہیں اور وہ سب احمدی جو ابھی تک اپنی بہت سی کمزوریوں کو دور نہیں کرسکے، خواہش کے باوجود دور نہیں کرسکے اور میں جانتا ہوں کہ لکھوکھا لکھوکھا ایسے احمدی ہوں گے جو کوشش کے باوجود اپنی تمام کمزوریوں کو دور نہیں کرسکے تو میں ان کو متوجہ کرتا ہوں کہ اس صدی کی نئی فضا میں جو تموّج پیدا ہوا ہے، نیکی کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ دِلوں میں جو نئے ولولے پیدا کر رہا ہے، ان سے استفادہ کرتے ہوئے، ابھی وقت ہاتھ سے نہیں نکلا۔ ان خاص لمحات سے استفادہ کرتے ہوئے آج بھی کوشش کریں کہ اپنی کمزوریاں دور کریں اور پاک اور صاف ہو کر نئے وجود خدا تعالیٰ سے حاصل کریں کیونکہ آپ پر اگلی صدی کی آنیوالی نسلوں کی بہت ہی عظیم ذمہ داریاں ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو خدا تعالیٰ نے ایک قسم کے تجدید کے مقام پر کھڑا کیا ہے دینِ اسلام کو جو آئندہ خطرات درپیش ہیں ان کا علاج آپنے آج کرنا ہے اگر آپ کو اس بات کا شعور ہو۔ آپ کے تقویٰ کا معیار بڑھنے سے آئندہ آنے والے خطرات کا مقابلہ ہوگا۔ آج کی نسل نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کس کامیابی کے ساتھ اسلام کی جنگیں دنیا کے مختلف ممالک میں لڑی جانے والی ہیں۔ آپ کا ہتھیار تقویٰ کا ہتھیار ہے۔ اس کے سوا کوئی اور ہتھیار نہیں ہے جو آپ کے ہاتھوں میں تھمایا گیا ہے۔ دعا کا تقویٰ کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے، آسمان سے جو اعجاز نازل ہوا کرتے ہیں ان کا براہ راست تقویٰ کے معیار سے تعلق ہوا کرتا ہے۔ پس اپنے تقویٰ کا معیار بلند کریں اور وہ زادِ راہ لیں جو ایک سو سال تک آئندہ نسلیں کھاتی رہیں۔ اس لیئے آئندہ صدی میں کیا ہونا ہے اس کا فیصلہ آج کے احمدیوں نے کرنا ہے، ان کے دِلوں نے کرنا ہے، ان کے اخلاص نے کرنا ہے، ان کے نیک اعمال نے کرنا ہے ۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

مغربی جرمنی

ہجرت ۱۳۶۸ ھ

مئی ۱۹۸۹ء

نگران : عطاء اللہ کلیم
ایڈیٹر : مغفور احمد
کتابت : وسیم احمد

اندر کے صفحات پر

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خطبہ جمعہ 24 فروری 89ء

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی اور داعیانِ الی اللہ کی ذمہ داریاں

نماز باجماعت کی اہمیت

مجلس علم و عرفان

بلا تبصرہ

جلسہ سالانہ کی بنیادی اغراض

ہمارا جلسہ سالانہ — احمدی خواتین کا فرض

پروگرام جلسہ سالانہ 1989ء

اعلانات بابت جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ سے متعلق ضروری گذارشات

اعلانات

جرمنی کے مختلف مقامات پر جشن تشکر کی تقریبات کی تفصیل انشاء اللہ العزیز آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

بحرِ حکمت کے موتی، جوامع الکلم، جواھر الکلام

صالح انسان آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہُوا مطمئنّہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے

یہی وہ مقام ہے جبکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انشراحِ صدر عطا ہوتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ (الم نشرح ۲، ۳)

ترجمہ:- کیا ہم نے تیرے لئے تیرے سینہ کو کھول نہیں دیا اور تیرے اس بوجھ کو تجھ پر سے اُتار کر پھینک نہیں دیا؟

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعْصِيَتِكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ۔ (ترمذی)

ترجمہ:- (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرمایا کرتے تھے کہ) اے میرے خدا تُو ہمیں خوف عطا کر جو ہمارے اور گناہوں کے درمیان روک بن جائے اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا کر جس کی وجہ سے تُو ہمیں جنت میں پہنچا دے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"بات یہ ہے کہ صلاح کی حالت میں انسان کو ضروری ہے کہ ہر ایک قسم کے فساد سے خواہ وہ عقائد کے متعلق ہو یا اعمال کے متعلق، پاک ہو۔ جیسے انسان کا بدن صلاحیت کی حالت اس وقت رکھتا ہے جبکہ سب اخلاط اعتدال کی حالت پر ہوں اور کوئی کم زیادہ نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی خلط بھی بڑھ جائے تو جسم بیمار ہو جاتا ہے اسی طرح پر رُوح کی صلاحیت کا مدار بھی اعتدال پر ہے۔ اسی کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں الصراط المستقیم ہے صلاح کی حالت میں انسان محض خدا کا ہو جاتا ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت تھی۔ اور رفتہ رفتہ صالح انسان ترقی کرتا ہُوا مطمئنّہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور یہاں ہی اس کا انشراحِ صدر ہوتا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ ہم انشراحِ صدر کی کیفیت کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۸۶)

خطبہ جمعۃ المبارک فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۲۴ فروری ۱۹۸۹ء بمقام مسجد فضل لندن

سلمان رشدی کی شیطانی کتاب کے جواب میں

اسلامی لائحہ عمل

کتاب میں جو کچھ لیا گیا ہے وہ انہی روایات سے لیا گیا ہے

جن کو احمدیت نے ردّ کیا تھا

ہر میدانِ جنگ میں جہاں **اسلام** کا دفاع ضروری ہے احمدی ہمیشہ صفِ اوّل پر سینہ تانے کھڑے رہیں اور کسی شیطان کو یہ طاقت نہ ہو کہ کسی نام پر بھی حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پاک مذہب پر حملے کر سکے۔

مرتبہ: منیر احمد جاوید مبلغ سلسلہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی :

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سورۃ الانعام آیت ۱۰۹)

پھر فرمایا :

میں آج کے خطبے میں سلمان رشدی کی شیطانی کتاب کے متعلق احباب جماعت کو صورت حال سے مطلع کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلہ میں وہ لائحہ عمل بھی پیش کروں گا جو اسلامی تعلیم کی رُو سے مسلمانوں کو ایسی صورت حال سے نپٹنے کے لیے اختیار کرنا چاہیے۔

اس کتاب کا پس منظر کیا ہے؟ پہلی نظر تو فوری پس منظر کی طرف جاتی ہے اور جیسا کہ مختلف صاحب رائے لوگوں نے اظہار کیا ہے، یہ کتاب کوئی انفرادی خباثت نہیں بلکہ اس کے پیچھے اسلام کے خلاف سازش کارفرما نظر آتی ہے لیکن اس سے بھی دور کے پس منظر میں اس سازش کی جڑیں پیوستہ ہیں اور بات وہاں سے شروع ہونی چاہیئے۔

اس زمانہ کا مستشرق ایک تہذیب کی ملمع کاری کے پردے میں اس رنگ میں اب اسلام پر حملے کرتا ہے کہ جس سے تہذیبی دائروں کو پامال کئے بغیر وہ اسلام پر چرکے لگا رہے اور معصومیت اور نادانی میں بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو یہ سمجھ بھی نہیں سکتے کہ وہی شرارت اور وہی خباثت جو گذشتہ تاریک صدیوں میں عیسائی مستشرقین کی طرف سے اسلام کے خلاف جاری تھی، اس نے نیا رنگ بدلا ہے لیکن خباثت وہی ہے اور دشمنی وہی ہے۔ چنانچہ اس پہلو سے جب ہم اس دور کے پس منظر پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کئی سو سال تک مغربی دنیا میں مستشرقین زیادہ تر وہی لوگ تھے جو عیسائی پادری تھے اور عیسائی مذہب سے ان کا براہ راست ایک خادمانہ تعلق تھا۔ اس دور میں اسلام کے خلاف جو کچھ بھی لکھا گیا وہ ننگے حملے تھے، بڑے گندے تھے لیکن ننگے اور واضح اور کھلے حملے تھے اور ان کا طریق کار یہ تھا کہ کمزور ترین روایات، جو مسلمانوں کی ہی کتب میں موجود ہیں، ان کو اٹھا کر ان کو واقعاتی صورت میں پیش کیا جائے اور یہ تاثر دیا جائے کہ ہم محققین ہیں، اپنی طرف سے ہم اسلام کے خلاف کوئی بات نہ کہتے ہیں، نہ اس کو تعلیمی روایات کے مطابق سمجھتے ہیں یا تصدیقی روایات کے مطابق سمجھتے ہیں، اس لیے جو کچھ بھی انہوں نے لکھا اس کی بنیادیں انہوں نے اسلامی لٹریچر میں سے تلاش کیں۔ مؤرخین میں سے واقدی ان کا بہت مرغوب ہوا۔ اسی طرح طبری نے بے احتیاطی سے جو بعض لغو اور بیہودہ روایتیں اکٹھی کیں ان پر انہوں نے بناء کی اور مغربی دنیا کے سامنے یہ تاثر پیش کیا کہ دیکھو مسلمان مصنفین جو بڑے رتبے اور اعلیٰ مقام کے مصنفین ہیں جن کا اسلامی دنیا میں وقار ہے۔ ان کی کتابوں سے ہم یہ حوالے پیش کر رہے ہیں اس لیے یہ ہے حقیقی تحقیق، اصل تحقیق اور یہی اسلام کی صورت ہے جو ابھر رہی ہے۔ جو بددیانتی انہوں نے کی وہ یہ کہ اس سے قوی تر روایات زیادہ مستند کتب میں ایسی موجود تھیں جو ان لغو روایات کو کلیتہً رد کرتی تھیں۔ قرآن کریم کی تعلیم اور قرآن میں واضح نصوص اور آیات ایسی موجود تھیں جن کی روشنی میں کوئی دیانتدار محقق ان بیہودہ اور لغو روایات کو نگاہ میں نہیں لا سکتا تھا جو سینکڑوں سال کے بعد اکٹھی ہوئیں اور جن کے اکثر راوی بالکل جھوٹے تھے اور اسلامی محققین نے اسماء الرجال کے سلسلے میں جو تحقیقات کیں، اس میں ان کا جھوٹ، ان کا خبث، ان کا منافق ہونا اور ان کا بدکار ہونا، اس قسم کی بہت سی باتیں ان کتب میں موجود تھیں جو یہ پڑھتے تھے اور جانتے تھے کیونکہ بڑے بڑے لائق اور قابل آدمی اس پہلو سے موجود تھے کہ انہوں نے اسلامی کتب کی خوب ورق گردانی کی لیکن وہی چیز چنی جو اسلام کے خلاف حملے کے طور پر استعمال ہو سکتی تھی اور بظاہر دیانت داری کا ایک لبادہ اوڑھا لیکن درحقیقت یہ ایک

انتہائی بددیانت تصنیفی کوشش

تھی یا تحقیقی کوشش تھی جس کو انہوں نے ظاہری طور پر غیر جانبدار تحقیق کی ملمع کاری کے اندر پیش کیا۔ پھر وہ دور بدلا۔ جیسا کہ میں نے گذشتہ بعض خطبات میں بھی بیان کیا تھا۔ ۱۹۸۲ء میں جب میں انگلستان

میں آیا ہوں تو میں نے اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی کہ محققین نے پچھلے اسلامی دنیا کی بڑھتی ہوئی طاقت کے پیش نظر اپنی پالیسی تبدیل کر لی اور چھپے ہوئے اور دبے ہوئے حملے کرنے شروع کیے اور زیادہ تر ان مسائل کو اچھالا جن مسائل کو اچھالنے میں اسلامی ریاستیں یہ سمجھتی تھیں کہ یہ ہماری تائید کی جا رہی ہے مثلاً قتل مرتد میں بڑی شدت کے ساتھ ان لوگوں کی تائید کی - جو کسی بزرگ کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہے اس کو قتل کر دینا چاہیئے اور حوصلہ مخالفت کے مقابل پر نہیں دکھانا چاہیئے یہ وہ چند باتیں ہیں بنیادی طور پر یعنی حوصلے کی کمی برداشت کی کمی اور غیرت کا غلط تصور اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا اور ہر قسم کی مخالفانہ رائے کو شدت کے ساتھ کچلنے کی کوشش کرنا یہ وہ بنیادی باتیں ہیں جن پر انہوں نے زور دیا اور یہ ثابت کیا کہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے اور چونکہ اس زمانہ کی بعض مسلمان ریاستوں کو اپنے ملک میں جبر و تشدد کیلئے اس قسم کی اسلامی سندات درکار تھیں اور وہ یہی چاہتے تھے کہ اسلام کو اس رنگ میں پیش کیا جائے جس کے نتیجے میں ان کا استبداد ان دائروں میں مکمل ہو جائے جن میں وہ حکومت کرتے ہیں - اس لئے انہوں نے ان چیزوں کو اپنی تائید میں سمجھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دور میں ہم پر جو عظیم الشان احسان کیا ہے وہ بہت دائروں پر پھیلا ہوا ہے لیکن یہ دائرہ خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ تمام ایسی غلط روایات کو تحقیقی طور پر رد فرمایا جن کے نتیجے میں اسلام کی تصویر ایک بھیانک مذہب کے طور پر دنیا میں ابھر رہی تھی اور ایسی تعلیم کے طور پر پیش کیا جو پاک فطری تعلیم تھی جو دلوں میں اپنے ذاتی حسن کی وجہ سے خود بخود جذب ہونے اور دلائل کو قائل کرنے کی اہلیت رکھتی تھی - اس پر سب دنیا میں علماء نے شور مچایا اور مخالفین نے احمدیت کے خلاف مہمات شروع کیں کہ اسلام کو بگاڑ کر پیش کر رہے ہیں۔

سلمان رشدی کی کتاب میں جو کچھ لیا گیا ہے

وہ انہی روایات سے لیا گیا ہے جن کو احمدیت نے رد کیا تھا اور اس جرم میں احمدیوں کے خلاف شدید تحریکات چلائی گئیں اور اس کے مقابل پر ان لغو اور بیہودہ روایات کو تسلیم کر لیا گیا - ان روایات پر بناء کر کے اس نے ایک ناول لکھا اور زبان نہایت غلیظ اور بازاری اور سوقیانہ، ایسی غلیظ زبان کہ جو ہماری بعض گلیوں میں بداخلاق بچے روزمرہ گندی زبان استعمال کرتے ہیں - اس سے ملتی جلتی زبان ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق، آپ کی ازواج کے متعلق اور دیگر بزرگوں کے متعلق استعمال کی گئی ۔

جب مجھے پہلی دفعہ اس کتاب کی طرف متوجہ کیا گیا تو ... مجھ میں یہ تو طاقت نہیں تھی کہ ساری کتاب کا مطالعہ کر سکتا لیکن بعض مترجمے احمدی دوستوں کو میں نے اس کام پر مقرر کیا کہ وہ ایسے خاص پیراگراف ایسے خاص حصے کتاب کے نمایاں کر کے نشان لگا کر میرے سامنے پیش کریں جن سے پتہ چلے کہ یہ کیا کہنا چاہتا ہے، کیوں کہنا چاہتا ہے اور اس کتاب کے پس منظر میں کوئی سازش ہے یا کوئی انفرادی کوشش ہے ان حصوں کا مطالعہ بھی ایک روحانی عذاب تھا لیکن ان کے مطالعہ سے مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ

یہ کتاب ایک شخص کی انفرادی کوشش کا نتیجہ یقیناً نہیں

سلمان رشدی جیسا شخص جس کا مذہب سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں، جو ایک دہریانہ ماحول میں پیدا ہوا، اسی ماحول میں اس نے پرورش پائی اور پھر انگلستان میں کم عمری میں ایسی عمر میں آیا جب یہ دنیا کی بیہودگیوں اور لذتوں میں پوری طرح ملوث ہو گیا - مذہب سے اس کا کوئی رشتہ کوئی تعلق نہیں - وہ خود تسلیم کرتا ہے کہ مجھے مذہب کے متعلق کوئی ذاتی علم نہیں، اس کا اس باریکی کے ساتھ سارے وہ نکات تلاش کر لینا جو عیسائی دشمنانِ اسلام خصوصیت کے ساتھ اسلام پر حملے کیلئے استعمال کئے کیا کرتے تھے یہ کوئی انفرادی اتفاقی واقعہ نہیں، اس سارے زہر کا نچوڑ اس کتاب میں اکٹھا کیا گیا ہے جو گذشتہ کئی صدیوں پر پھیلا ہوا ہے - سارا زہر نہیں تو اس میں سے وہ حصے خصوصیت کے ساتھ جو آج کے مغربی مزاج کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں چونکہ فحشاء یہاں عام ہے اور اس کے نتیجے میں جنسی مضمون سے تعلق رکھنے والی کتابیں یہاں زیادہ مقبولیت اختیار کرتی جاتی ہیں اس لئے بعض قسم کی روایات پر بناء کر کے اس نے اس

کتاب کو ایک نہایت گندی جنسی جذبات ابھارنے والی کتاب یا جنسی جذبات کو بعض مقدس لوگوں کی طرف منسوب کرتے ہوئے تصنیف کیا، اور رنگ یہ دیا کہ گویا یہ کہانی ہے۔

بہت سے تبصرے اس پر ہوئے ہیں لیکن ان تبصروں کی تفصیل میں تو میں یہاں نہیں جاؤں گا بعض باتیں اس ضمن میں آپکے سامنے رکھوں گا ایک بات

خصوصیت کے ساتھ نوٹ کرنے کے قابل ہے

کہ یہ کتاب سلمان رشدی کی یقیناً نہیں' اس نے اپنے ایمان کا تو نہیں کیونکہ ایمان اس کے پاس نہیں تھا، اپنی روح کا سودا کیا ہے اور کسی امیر سوسائٹی نے اس کو روپیہ دے کر اس بات پر آمادہ کیا ہے۔ اس کے بعض قریبی دوستوں نے اس کو مشورہ بھی دیا کہ بہت خطرناک بات ہے اور تم اس میں ملوث نہ ہو اور بعض ٹیلی وژن پروگراموں میں اس کا ذکر بھی آیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ روپیہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ اس کو ردّ نہیں کر سکا اور خود چونکہ ایک بے دین اور لامذہب انسان تھا اور خود اپنی ذاتی زندگی اس قسم کی نہیں تھی کہ جس میں انسان نفاست اور شرافت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھے' اس لیئے بالکل بے باک ہو گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی اس کو کہا گیا تھا کہ ایسی کتاب لکھو جو انتہائی بے باکی کے ساتھ مغربی دنیا پر سے اسلام کا ہر قسم کا اچھا تصور مٹا دے اور یہ جو

دوبارہ اسلام کا عروج

ہو رہا ہے اور اسلام طاقت پکڑ رہا ہے اس کو اس قسم کے لٹریچر کے ذریعے کلیتہً مغربی اثرات سے زائل کر دیا جائے مٹا دیا جائے اور اسلام کا وہ بھیانک تصور جو گذشتہ صدیوں میں پایا جاتا تھا وہ پوری قوت کے ساتھ دوبارہ واپس آ جائے اور اسی تصور کے نتیجے میں پھر ہم اسلام کی وہ کوششیں جو یورپ اور مغرب کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی ہو رہی ہیں ان کو ناکام اور نامراد کر دیں۔ یہ

سازش کا پس منظر

معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک بات ایسی ہے جو اس قسم کے مصنف کے ذہن میں از خود آ ہی نہیں سکتی، جو ایسی بات ہے جس کا عیسائیت اور اسلام کے دلائل کے مقابل میں اس کو ایک بنیادی اہمیت حاصل ہے اور اس کا آغاز حضرت اقدس اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ مؤقف رہا ہے کہ چونکہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اس لیئے وہ روحانی ورثہ جس کی ابراہیم کو خوشخبری دی گئی تھی' اس ورثے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح شامل ہیں اور آپکے متعلق جو مبارک پیشگوئیاں بائبل میں موجود ہیں ان کا آغاز یہاں سے ہوتا ہے۔ یہ موقف ہے جو مسلمان ہمیشہ سے' آغاز اسلام سے لیکر اب تک لیتے رہے ہیں۔ اس پر عیسائیوں نے بار ہا یہ کوشش کی یعنی اپنے دلائل میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت ہاجرہؓ باقاعدہ منکوحہ بیوی نہیں تھیں اور ایک لونڈی تھیں جن سے ازدواجی تعلقات کی حضرت سائرہ نے ان کو اجازت دے دی تھی اس لیئے یہ اولاد جائز اولاد نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو اس قسم کی جائز اولاد نہیں کہ وہ روحانی ورثہ پا سکے' یہ بحث ہے جو بڑے لمبے عرصہ سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان چلتی آئی ہے اور خصوصیت کے ساتھ

احمدی لٹریچر نے

جس کا نوٹس لیا اور نہایت قطعی اور مضبوط دلائل سے ہمیشہ عیسائی پادریوں اور محققین کے منہ بند کیئے ہیں کہ ان کی اس دلیل میں کوئی جان' کوئی قوت نہیں محض ایک بیہودہ سرائی ہے اس سے بڑھ کر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اب یہ شخص سلمان رشدی دہریہ بھی ہو لیکن پیدائشی طور پر اسلام کا دشمن تو نہیں سمجھا جا سکتا اور اتنا گہرا مطالعہ اس کا کہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان وہ بنیادی چیزیں کون سی ہیں جن پر اسلام اور عیسائیت کے دلائل کی فتح و شکست کا انحصار ہے۔ یہ ایسے شخص سے توقع نہیں رکھی جا سکتی اور یہ خود تسلیم کرتا ہے کہ اس کا کوئی ایسا مطالعہ نہیں۔ چنانچہ اپنے مطالعہ کی بنیاد کے طور پر طبری کو پیش کرتا ہے اور طبری میں تو ایسا کوئی ذکر نہیں تو یقیناً ایسے عیسائی گروہوں کی طرف سے اس کتاب کا مواد اس کو مہیا کیا گیا ہے جو اسلام کی جڑوں پر اس دور

تک حملہ کرنا چاہتے ہیں کہ جو تاریخ میں بہت دور تک گہری دبی ہوئی ہیں اور حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے تک وہ اتر جاتی ہیں چنانچہ حضرت اسمٰعیل کے متعلق وہ بات اس طرح شروع کرتا ہے کہ ناجائز اولاد کہتا ہے اور پھر نہایت ہی غلیظ، ناقابل برداشت لفظ ان کے لئے استعمال کرتا ہے، اگر لامذہب آدمی ہو تو دوسرے انبیاء پر بھی حملے کرتا لیکن اس کے حملے خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد پر اور ان بزرگوں پر ہیں جن کی اسلام میں خاص اہمیت ہے لیکن آگے جاکر جب صحابہؓ کے دور میں اس کے حملوں کا میں نے جائزہ لیا تو یہ ایک عجیب بات سامنے آئی کہ امہات المومنین پر حملے تو سمجھ آتے ہیں یہ خبیث لوگ ہمیشہ اسی طرح کرتے چلے آئے ہیں لیکن سلمان فارسی کو کیوں اپنی خباثت کا نشانہ بنایا گیا۔ اسی وقت یہ دوسرا نکتہ سمجھ آیا کہ چونکہ ایران کے ساتھ آج کل ان قوموں کی بے انتہا دشمنی چل رہی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ایران شکست کھا گیا ہے لیکن اس نے

مغرب کی بالادستی کو تسلیم نہیں کیا

چاہے احمقانہ طور پر جوابی حملے کئے ہوں، اپنا نقصان کیا ہو، خودکشی کی ہو لیکن چوٹ مارنے سے باز نہیں آیا۔ اور مغرب کے سامنے اپنا سر نہیں جھکایا یہ چیز ان کی انا پر ایسے عذاب کا موجب بنی ہوئی ہے کہ ہر دوسری چیز کو معاف کر سکتے ہیں، خمینی کو معاف نہیں کر سکتے۔ اور ایرانی کو معاف نہیں کر سکتے۔ اس لئے چونکہ سلمان فارسی وہ اکیلے صحابی تھے جو ایک بہت صاحب عظمت تھے اور ایرانی تھے۔ اس لئے ان پر حملے سے یہ سمجھے یعنی سکیم بنانے والے کے ذہن میں یہ بات تھی کہ یہ حملہ جو ہے یہ ایران کو تکلیف پہنچائے گا اور اس کو خاص طور پر چوٹ لگے گی اور ایسا ہی ہوا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بھی حملہ ہے لیکن وہ جانتے تھے کہ یہ حملہ شاید شیعوں کو تکلیف نہ پہنچا سکے، اس لئے دوسرا آدمی سلمان فارسی چنا گیا۔ ابوبکرؓ بھی چنے جا سکتے تھے، عمرؓ بھی چنے جا سکتے تھے عثمانؓ اور علیؓ بھی چنے جا سکتے تھے۔ ان سب کو چھوڑ کر سلمان فارسی کا انتخاب بتاتا ہے کہ یہ ساری کتاب ایک گہری سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے۔ اور بڑی باریک بینی کے ساتھ یہ ایک ایسا منصوبہ تیار کیا گیا ہے جو وہاں وہاں چوٹ لگاتا ہے جہاں یہ چوٹ لگانا مقصود ہے، پس یہ کتاب جو غلاظت کی ایک پوٹ ہے یہ محض ایک غلاظت کی پوٹ نہیں بلکہ نشانے کے ساتھ یہ غلاظت مقدس چہروں پر ماری گئی ہے اور اس ارادے کے ساتھ پھینکی گئی ہے کہ کثرت کے ساتھ

اہل اسلام کے دل دکھیں

اور وہ بے چین اور بے قرار ہوں اور کچھ نہ کر سکیں۔ اس کا ایک لمبا پس منظر بھی ہے اور کچھ یہ بھی کہ گزشتہ کم سے کم قریباً ۱۵، ۲۰ سال سے مغربی ملکوں نے ایک دوغلی پالیسی اختیار کی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ان مسلمان ممالک کے دوست ہیں اور ان کو تقویت پہنچاتے ہیں جو اسلام کے متعلق ایسے متشددانہ رویے رکھتے ہیں اور جبر و استبداد کی تعلیم کے قائل ہیں۔ یہ اس لئے ہے تاکہ اپنے ملکوں میں وہ اسلامی نظریے کا سہارا لے کر اشتراکیت کو کچلیں اور مغربی دشمن طاقتوں کو بھی اسی تلوار سے کچلیں قتل کریں اور ختم کریں۔ یہ ان کا منصوبہ ہے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب وہ اپنے ممالک میں اسلام کے نام پر مظالم کریں تو مغربی دنیا میں ان مظالم کو اچھالا جائے اور اسلام کی ایک نہایت بھیانک تصویر پیش کی جائے۔ پس جہاں ایک طرف سعودی عرب کو پوری امریکہ کی حمایت حاصل رہی وہاں سعودی حکومت نے جب ایک شہزادی کو ایک فحاشی کے الزام میں قتل کروایا تو اس کی نہایت ہی مبالغہ آمیز اور خوفناک تصویریں اور فلمیں بنا کر ساری دنیا میں پیش کی گئیں اور سعودی عرب نے اس کے خلاف بڑا شدید احتجاج کیا۔ اسی طرح امریکن اخبار سعودی کردار پر حملہ کرنے سے کبھی باز نہیں آئے اور وہ ساری باتیں تھیں جن کے اوپر

امریکہ کی حکومت کی پوری چھتری

تھی اور پوری طرح اس کی پشت پناہی حاصل تھی اس لئے یہ ان کے لئے ایک مسئلہ بن گیا کہ وہ حکومتیں جو اسلام کے نام پر جبر کرتی ہیں اور جن کی پوری سرپرستی مغرب کو حاصل ہے ان کی جبر کی

عادتیں یا رجحانات اگر اچھل کر مغربی دنیا میں آئیں تو پھر ہم کیا کرینگے چنانچہ ایک طرف ان خوفناک طاقتوں کو تقویت دے کر اور نیا خون دے کر ابھارنے کی کوشش کرتے رہے دوسرے طرف مغرب میں ان کو بدنام کرتے رہے اور یہ چاہتے تھے کہ اسلام کا جبر اور تشدد عالم اسلام کے خلاف تو استعمال ہو لیکن غیر اسلامی دنیا کی طرف اس کا رجحان نہ ہو۔ خمینی نے اس رجحان کو پلٹنے کی کوشش کی لیکن بدقسمتی کے ساتھ وہ کوشش جس رنگ میں ہونی چاہیئے تھی اس رنگ میں نہیں کی بلکہ ایسے رنگ میں کی کہ اسلام کیلئے مزید بدنامی کا موجب بنا۔ اب سوال یہ ہے کہ خمینی کے ساتھ ہمارا کوئی نظریاتی تعلق تو نہیں ہے بلکہ مسائل پر بنیادی اختلافات ہیں۔ اور وہ بنیادی شیعہ اصول جو ہر قسم کے شیعہ فرقوں کے اندر مشترک ہیں اور شیعیت کی جان ہیں ان میں ہم ان سے مختلف ہیں اور اہل سنت کے ساتھ ہمارا اتفاق ہے اس کے باوجود تقویٰ اور سچائی کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں کوئی بات درست دیکھی جائے اس کو تسلیم کیا جائے۔ خمینی نے جو کچھ بھی کیا ہے میرا تاثر یہ ہے کہ وہ انتہائی غلطی خوردہ سہی لیکن دیانتدار ہے۔ ہمارے نقطہ نگاہ سے اسلام کیلئے انتہائی بے وقوف سہی لیکن امام خمینی صاحب کے اندر دوغلا پن دکھائی نہیں دیا۔ چنانچہ ابھی ہالینڈ میں جب نیشنل پریس انٹرویو کے لیئے آیا ہوا تھا انہوں نے مجھ سے اس قسم کا فقرہ چاہا کہ میں کہوں کہ خمینی صاحب نے جو یہ بات اٹھائی ہے یہ صرف سیاسی چال کے طور پر ہے تو میں نے ان سے یہ کہا کہ نہیں ہرگز ایسی بات نہیں ہے یہ آپ لوگ پروپیگنڈا کر رہے ہیں لیکن میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ خمینی صاحب کا اسلام کا بگڑا ہوا تصور ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ بڑا بھیانک تصور ہے۔ مجھے اس سے کوئی اتفاق نہیں لیکن خمینی کی شخصیت کے متعلق اب تک میں کوئی ایسی بات معلوم نہیں کر سکا جس سے میں یہ کہہ سکوں کہ امام خمینی صاحب عملاً جھوٹ بول رہے ہیں اور کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ جس بھیانک اسلام کو انہوں نے پیش کیا اس پر عمل بھی کر کے دکھایا اور اس کے نتیجے میں اتنا کشت و خون ہوا۔

میں اہل مغرب کو یہ کہتا رہا ہوں کہ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ تمہیں خمینی کے خلاف کیوں تکلیف ہے۔ اصل تکلیف خمینی کے خلاف یہ نہیں ہے کہ اس نے اہل مغرب کو عملاً کوئی نقصان پہنچادیا ہے واقعہ یہ ہے کہ اسلام کے خلاف ہمیشہ سے جو یہ پھوڑے دل میں پکتے رہے ہیں کہ اسلام کو نیچا دکھایا جائے اور تیسری دنیا کے ممالک کو خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ان کو پوری طرح اپنے استبداد کے نیچے رکھا جائے

اس بات کو خمینی نے الٹایا ہے

اور یہ ان کی تکلیف کا اصل راز ہے ورنہ جہاں تک خمینی صاحب کے بھیانک اسلامی تصور کا تعلق ہے اس کا تمام تر نقصان اسلام کو پہنچا ہے۔ میں ان کے سامنے بار بار یہ بات ہر پریس کانفرنس میں کھولتا رہا ہوں کہ جتنا خمینی نے آپ کو فائدہ پہنچایا ہے بڑے ہی آپ ناشکرے ہیں جو اس بیچارے کے پیچھے پڑ گئے ہیں، وہ جنگ لڑی اور اتنے عرصہ تک لڑی جس کے نتیجہ میں تمام عرب دنیا کی اور ایران کی تیل کی دولت یعنی مسلمان دنیا کی تیل کی طاقت، اس کا اکثر حصہ کہنا چاہیئے وہ بیہودہ اور ذلیل ہتھیاروں کے بدلے انکو ملتی رہی۔ اسلامی دنیا کی تیل کی دولت مغربی دنیا کو بعض بوسیدہ اور گھٹیا ہتھیاروں کے بدلے عملاً مفت ملتی رہی ہے۔ میں جب یہ کہتا ہوں تو علم کی بناء پر کہہ رہا ہوں۔ بہت سے ایسے ہتھیار ہیں جو ہر روز فنی ترقی کی وجہ سے پرانے ہوتے جا رہے ہیں، پرانے زمانوں میں پچاس پچاس سال کے بعد ایسے دور آتے تھے کہ بعض ہتھیاروں کی کھیپ پرانی ہو کر رد کر دی جایا کرتی تھی۔ اب تو بعض دفعہ ایک سال میں دو دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں تو وہ سارے ہتھیار جو MODERN WAR FAIR کے لیئے جدید حربی فن کے لیئے مدِمقابل کے خلاف موثر طور پر استعمال نہ ہو سکتے ہوں۔ مثلاً روس نئی ایجادات کر چکا ہے اس کے لیئے یہ پرانی رائفلیں کہاں کام آسکتی ہیں یا پرانے زمانے کے ٹینک کہاں کام آسکتے ہیں۔ پرانے زمانے کے جہاز کیسے کام آسکتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں عموماً یہ یا غرق کر دیا کرتے تھے سمندروں میں اور یا جہاں امکان موجود ہو کہ

توڑ پھوڑ کر ان کو دوبارہ استعمال کیا جائے۔ اس میں کافی خرچ کر کے ان کو دوبارہ استعمال کرنا پڑتا تھا تو یہ سارا لچر ہتھیاروں کا یہ گند ان ممالک کو تیل کے بدلے بیچتے رہے۔ ان کا خمینی اتنا بڑا محسن ثابت ہوا کہ امریکہ کا جو DEFICIT آپ جانتے ہونگے آج کل خبریں آتی رہتی ہیں سالانہ DEFICIT جس کے اوپر کہتے ہیں کہ بہت ہی بڑے خسارے کے اعداد و شمار ہیں وہ ۳۷۱ بلین ڈالر بنتا ہے اور یہ MIND BOGGLING یعنی دماغ کو ماؤف کرنے والی رقم ہے۔ انسان اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ بلین کتنی بڑی رقم ہوتی ہے اس کو آپ ڈالروں میں تبدیل کریں۔ ڈالروں کو پاکستانی روپے بنائیں تو کئی سڑکیں یہاں سے چاند تک اور واپسی کی بن سکتی ہیں ان روپوں سے۔ صرف ایران نے اس جنگ میں جو روپیہ خرچ کیا ہے اور زیادہ تر مغرب سے ہتھیار خریدنے پر خرچ کیا ہے۔ اس کی مقدار ۴۰۰ بلین ہے یعنی امریکہ کے سالہا سال کے جمع شدہ خسارے کے مقابل پر دگنے سے بھی زیادہ، اڑھائی گنا کے قریب۔ یہ پیسے کہاں گئے کن لوگوں کے پاس گئے۔ انہیں ترقی یافتہ قوموں کے پاس جنہوں نے ہتھیار دیئے اور ان ہتھیاروں سے کون مارا گیا۔ عیسائی مارے گئے یا یہودی مارے گئے یا دہریہ مارے گئے۔

سوائے مسلمانوں کے اور کوئی نہیں مارا گیا

یا سُنّی مسلمان مارا گیا ہے یا شیعہ مسلمان مارا گیا ہے اور اس کے مقابل پر سعودی عرب اور عراق اور دیگر ہمدرد عرب ممالک کی جو دولت اس جنگ کو سہارا دینے میں خرچ ہوئی ہے وہ سب اس کے علاوہ ہے۔ میں نہیں اندازہ لگا سکتا اس کے اعداد و شمار نہیں ہیں لیکن بے انتہا روپیہ ہے اور تقریباً تمام تر تیل کی دولت ہے جو مغربی دنیا میں کوڑیوں کے بھاؤ چلی گئی۔ اب پھر دشمن کس بات کے ہیں۔ مارے گئے تو مسلمان مارے گئے۔ اختلافات ہوتے تو اسلامی دنیا میں ہوتے۔ جو کچھ مظالم ہوئے وہ مسلمان نے مسلمان پر توڑے ساری دنیا میں اسلام کی بدنامی کے سامان پیدا کر کے آپ کے حضور پیش کئے اور ابھی آپ کا انتقام ختم نہیں ہو رہا۔ اس لیئے یہ انتقام دراصل اس انا کے کچلنے کے نتیجے میں ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اور اس چیز کو یہ معاف نہیں کر سکتے۔ اس لیئے خمینی نے جو کچھ بھی کیا ہے اس سے مجھے اختلاف ہے کیونکہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اپنی قوم پر ظلم کیا ہے

عالم اسلام پر ظلم کیا ہے

لیکن یہ بات ضرور کہنی پڑتی ہے کہ اس نے جو کچھ بھی سمجھا جس کو باطل سمجھا اس کے سامنے سر نہیں جھکایا اور یہ وہ تکلیف ہے جو اس شدت کے ساتھ شائد صدیوں میں ان کو کبھی محسوس نہ ہوئی ہو جیسی اب محسوس ہوتی ہے اس لیئے ان کو یہ معاف کرنے کے لیئے تیار نہیں۔ چنانچہ جب خمینی صاحب نے اس خبیثانہ کتاب کے اوپر سلمان رشدی کے قتل کا حکم جاری کیا تو ان کا رد عمل غیر متوازن اور نہایت ہی شدید تھا۔ ایک تو اسلام کو دوبارہ بدنام کرنے کا موقعہ ان کو ہاتھ آ گیا لیکن اس سے قطع نظر انہوں نے ساری دنیا میں شور مچایا کہ انسان کی تقریر کی آزادی کا حق تہذیب نو کی اتنی بڑی عظمت ہے کہ ہم اس پر حملہ برداشت نہیں کر سکتے۔ کون ہوتا ہے زبان کے چرکوں کے نتیجے میں جسم کے چرکے لگانے والا اور پھر اعلان کر رہا ہے ہمارے ملک کے ایک باشندے کے خلاف'

اب

سلمان رشدی کے حق میں

اتنا شدید رد عمل کہ اچانک سارا یورپ متحد ہو جائے اور امریکہ کی پوری طاقت بھی اس کی پشت پناہی کرنے لگے اور اپنے سیاسی سفارت کار ان ملکوں سے اچانک بلا لیں اور ان کے سفارت کار بھجوا دیں۔ سوچنے والی بات ہے۔ کون سی اس بات میں معقولیت ہے جبکہ خود ان کے اپنے ملک میں احمدیوں کے خلاف قتل کے اعلانات کئے گئے۔ اخباروں میں چھپے اور میرے سر کی ۴ ہزار پاؤنڈ، قیمت ڈالی گئی اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ ابھی حال ہی میں ایک SO CALLED عالم صاحب یعنی جو دنیا میں عالم کہلاتے ہیں وہ تشریف لائے اور انہوں نے بیان دیا

کہ ہر احمدی واجب القتل ہے اس لئے ان کا صرف یہی علاج ہے کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ اخبار میں وہ خبر شائع ہوئی کسی احمدی نے HOME OFFICE کو بھجوائی۔ ان کی طرف سے جواب آیا کہ ابھی تک ہم اس بارہ میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ آیا کوئی جرم انہوں نے کیا ہے یا نہیں کیا۔ جس قوم کے ان اعلانات پر یہ ردعمل ہوں جو ان کے ملک میں ایک آدمی کے خلاف نہیں بلکہ ایک پوری جماعت کے خلاف دیے جا رہے ہیں جو معصوم ہے۔ جس نے کوئی بدی نہیں کی۔ کوئی قانون نہیں توڑا، کسی کا دل نہیں دکھایا۔ ان کا ردعمل خمینی کے متعلق اتنا شدید کہ اس نے قتل کا فتویٰ دے دیا ہے۔ صاف بتا رہا ہے کہ

سیاست کھیلی جا رہی ہے

اس میں اخلاقیات والا حصہ اور ضمیر کی آزادی والا حصہ محض ایک دکھاوا ہے۔ کچھ انتقامات ہیں۔ کچھ پرانے جذبے اسلام کے خلاف ہیں۔ کچھ نفرتیں ہیں جو نئی شکل میں سر اٹھاتی رہتی ہیں، اور اب اس شکل میں پرانی دیرینہ نفرت نے سر اٹھا لیا ہے اور خمینی صاحب اسکو انگیخت کرنے میں ایک ذریعہ بن گئے۔

قرآن کریم دفاع کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ ہر مسلمان پر واجب قرار دیتا ہے اور ہر سرحد پر گھوڑے باندھنے کی تلقین کرتا ہے خواہ وہ نظریاتی سرحد ہو خواہ وہ جغرافیائی سرحد ہو۔ لیکن اسلام بعض قسم کی جوابی کارروائیوں کی اجازت نہیں دیتا اور بعض قسم کے حملوں کی اجازت نہیں دیتا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی کے بزرگوں پر حملہ کیا جائے۔ کسی کا دل دکھایا جائے چنانچہ وہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ اصل اسلامی تعلیم ہے فرمایا:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔

یعنی آزادی تقریر اپنی جگہ ہے۔ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا حکم اپنی جگہ ہے لیکن اسلام مسلمان کی زبان پر بھی پابندی لگا رہا ہے اور غیروں پر حملے کرنے کے لحاظ سے پابندی لگا رہا ہے۔ اس مذہب کو یہ ایک آمرانہ اور بہیمانہ مذہب کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ کوئی شرم، کوئی اخلاقی اقدار کا ان کو خیال تک نہیں ہے۔ ان کے مستشرق جو واقعتاً اسلام کے نقلی علوم پر دسترس رکھتے ہیں ان کے سامنے یہ ساری باتیں موجود ہیں۔ قرآن جانتے ہیں۔ قرآن کے تراجم ان لوگوں نے کیئے ہوئے ہیں۔ لیکن اس آیت کو یہ کبھی اسلام کے دفاع میں پیش نہیں کریں گے، سوال یہ ہے کہ

آزادیٔ ضمیر کا حق سب سے زیادہ اسلام نے قائم کیا ہے

اور آزادیٔ تقریر کا حق بھی اسلام بڑی شان کے ساتھ مسلمانوں کو اور ساری دنیا کو دیتا ہے لیکن بعض جگہ شرافت کی حدود شروع ہو جاتی ہیں۔ ان حدود میں آزادی کے نام پر داخل ہونے کی اسلام اجازت نہیں دیتا اور تعلیم ایسے خوبصورت رنگ میں پیش کرتا ہے کہ غیروں کو نہیں روکتا کہ تم حملے نہ کرو بلکہ مسلمانوں کو روکتا ہے کہ تم غیروں کے مقدس لوگوں پر حملے نہ کرو۔ اس تعلیم کو اگر مسلمان ممالک نے اپنایا ہوتا تو کبھی یہاں تک نوبت نہ پہنچ سکتی۔ اگر پہنچتی بھی تو دنیا کے منہ پر وہ یہ باتیں مار سکتے تھے کہ ہم تو تمہارے مقدس بزرگوں کی عزت کی حفاظت کرتے ہیں جن کو ہم سچا سمجھتے ہیں وہ تو ہم نے کرنی ہی تھی لیکن ان کی بھی کرتے ہیں جن کو ہم سچا نہیں سمجھتے اور غیر مذاہب کے سینکڑوں ایسے بزرگ ہیں جن کی احمدیت کی نظر میں تو اس وجہ سے عزت ہے کہ ہم عمومی اسلامی تعلیم کی رو سے ان کو سچا سمجھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے اکثر فرقے ان کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور بعض دفعہ ان کے لئے عزت کا لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس قرآنی تعلیم کی رو سے جن کو وہ جھوٹا سمجھتے تھے ان کی عزتوں کی حفاظت کرتے کیونکہ قرآن کریم نے تو یہاں تک فرمایا کہ

جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں نہ دو

اس سے زیادہ بدتر تصور اور کیا ہو سکتا ہے۔ مذاہب کے بزرگوں کی عزت کرنا تو اس کے نیچے ہے، جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں نہیں

دینی۔ فرمایا اگر ایسا کرو گے تو پھر اگر انہوں نے تمہارے خلاف گالیاں دیں تو پھر تمہیں اعتراض کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ پھر اگر انہوں نے تمہارے خدا کو، تمہارے بزرگوں کو گالیاں دیں تو تم نے خود ان کو دعوت دی ہو گی کہ آؤ اور ایسا کرو۔ تو کتنی حسین تعلیم ہے اسلام کی جو ضمیر کو آزاد بھی کرتی ہے لیکن بھٹکنے سے بھی روکتی ہے۔

اب مغرب نے اپنے دفاع کا جو طریق اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم آزادئ ضمیر اور آزادئ تقریر پر کسی قیمت میں حملہ نہیں ہونے دیں گے اور کہتے ہیں کہ

سلمان رشدی نے جو کچھ لکھا ہے

ہم اس میں اس لیئے دخل نہیں دے سکتے کہ ہمارے ملک میں آزادئ تقریر ہے۔ تمہارے ملک میں بد تہذیبیاں ہیں، جہالتیں ہیں، تعصبات ہیں۔ تمہارا مذہب ایسا ہے کہ جو دوسرے کی زبان بندی کرتا ہے اس لیئے تم لوگ یہ سمجھ نہیں سکتے کہ انسانی ضمیر کی آزادی کسے کہتے ہیں۔ ہمیں دیکھو ہم ان قدروں کے علمبردار بنے ہوئے ہیں جن قدروں کا حقیقی اور سچا علمبردار اسلام تھا ان قدروں کی غلط صورتوں کے یہ علمبردار بنے اور اپنے آپ کو دنیا کی عظیم ترین تہذیب کا محافظ اور پیغامبر بنائے ہوئے ہیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جس چیز کی یہ حفاظت کر رہے ہیں وہ اس کے بالکل برعکس ہے جو اسلام نے تعلیم دی تھی۔ اب تجزیہ کر کے دیکھیں کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اے مسلمانو! تم دوسرے کے بزرگوں کو خواہ وہ سو فیصدی جھوٹے ہوں برا بھلا نہ کہو۔ اور اس میں ہم تمہیں آزادی نہیں دیتے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں آزادی کا تصور یہ ہے کہ دوسروں کے بزرگوں کو خواہ وہ کروڑ ہا کروڑ انسانوں کے نزدیک صاحب عظمت ہوں، برا بھلا کہو اور نہایت غلیظ زبان میں برا بھلا کہو اور یہ ہے آزادئ ضمیر کا تصور اور یہ ہے انسانی آزادی کا تصور۔ کیا دوسری طرف کوئی ضمیر نہیں ہے؟ کیا زبان کو آزادی ہے اور کانوں کی کوئی آزادی نہیں ہے؟ کیا زبان کا حق ہے اور کان کا نہیں۔ کیا یہ حقوق ایک سمت سے دوسری سمت میں رواں ہوتے ہیں اور دوسری سمت کا کوئی بھی خیال تمہیں نہیں ہے؟

یہ عدم توازن ہے جس کو مسلمانوں کو کھول کر ان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے اور پھر یہاں بھی ایک دوغلا پن ہے۔ ایک تضاد ہے، ان کے اپنے عمل میں BLASPHAMY کا ایک قانون ہے جو اس ملک میں رائج ہے لیکن وہ صرف عیسائیت کے لیئے ہے، اب دیکھیں یہاں بھی اسلام اور عیسائیت کا کتنا نمایاں فرق ہو کر سامنے آتا ہے، ان کا جو قانون ہے وہ یہ ہے کہ اس کو JUDGE MADE LAW کہتے ہیں یعنی پارلیمنٹ نے یہ تو قانون نہیں بنایا مگر روایتاً چلا آرہا ہے جس کو عدالتوں نے تقویت دی اور اس کی توثیق کی، وہ قانون یہ ہے کہ عیسائیت کے خلاف اور حضرت عیسیٰ کے خلاف کوئی ایسی بات برداشت نہیں کی جائے گی جو تضحیک کا رنگ رکھتی ہو، تذلیل کا رنگ رکھتی ہو، اسمیں فاسقانہ لفظ استعمال کیئے گئے ہوں تو

وہاں آزادئ ضمیر کہاں گئی

اور وہاں آزادئ تقریر کہاں چلی گئی ہے۔ اپنے ملک میں قانون رائج ہے، موجود ہے اسے ایک طرف چھپائے ہوئے ہیں، اسلام یہ قانون دے رہا ہے کہ تم نے دوسرے مذہبوں کی عزت کرنی ہے اور خبردار جو اس قانون کو پامال کیا اور اس مذہب کو کہتے ہیں بہت ہی تنگ نظر اور جاہلانہ، اور فرسودہ مذہب ہے اور ان کے ہاں صرف اپنے بزرگوں کی حفاظت کا قانون ہے اور جب ان سے کہا جائے کہ دوسرے بزرگوں کی عزت کرو تو کہتے ہیں یہ آزادئ ضمیر، آزادی تقریر کے مخالف بات ہے

مجھ سے جب پریس انٹرویو ہوئے، کچھ یہاں تو بعض معززین کی دعوت میں سوال ہوا تھا۔ ہالینڈ میں کئی پریس انٹرویوز ہوئے ان کے سامنے میں نے یہ مسئلہ رکھا۔ میں نے کہا آزادئ تقریر اپنی جگہ درست ہے لیکن یورپ کے سیاستدان کا عمل بتا رہا ہے کہ یہ بے محابا نہیں ہے اور بے حد نہیں ہے۔ جب آزادئ ضمیر بعض حصوں میں، بعض سرحدوں سے گزرنے کی کوشش کرتی ہے تو آپ اس پر قدغن لگاتے ہیں، اس کی راہ روک کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے کہا جب انگلستان میں آج کل شدت کے ساتھ سلمان رشدی کی کتاب کی تائید میں باتیں ہو رہی ہیں اور آزادئ تقریر کے نام پر ہو رہی ہیں وہاں کی پارلیمنٹ میں اگر مسز تھیچر یا اور پارلیمنٹ کے ممبروں کے خلاف ویسی ہی

خبیثانہ زبان استعمال کی جائے جیسی اس کتاب کے مصنف نے دنیا کے مقدس ترین بزرگوں کے متعلق استعمال کی ہے تو کیا آزادیٔ تقریر کے نام پر آپ یہ زبان برداشت کریں گے

کیا انگلستان کی پارلیمنٹ اس کی اجازت دے گی؟

ایسے شخص کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنے گندے الفاظ خود کھا جائے ورنہ اسے ایوان سے اٹھا کر باہر پھینک دیا جائے گا' تو وہاں آزادیٔ تقریر کا حق کیوں یاد نہیں آتا۔ اس لیے کہ آپ کی عقل آپ کو بتاتی ہے کہ آزادیٔ تقریر کا حد غیر محدود نہیں ہو سکتا۔ بعض دائروں میں اسے محدود کرنا ہوگا۔ اور اسمبلی کا دائرہ ان دائروں میں سے ایک ہے۔ مذہب کا دائرہ اس سے زیادہ حقدار ہے کہ وہاں اس حق کو اس حد تک محدود کیا جائے کہ کسی پر ظالمانہ چرکے نہ لگائے جائیں' پس

یہ جھوٹ ہے

کہ آزادیٔ ضمیر کی اور آزادیٔ تقریر کی حفاظت کی جا رہی ہے۔ بیچ میں سے یہ لوگ بہت خوش ہیں کہ ہمیں عالم اسلام سے بدلہ لینے کا خوب موقعہ ملا ہے اور ان کو دکھ پہنچانے کا اور تہذیب کے نام پر کسی کو دکھ نہیں دینا۔ یہ کوئی ایسا موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے جس سے عالم اسلام کو دکھ پہنچے۔

ایک پہلو تو اس کا یہ ہے جو آپ کے پیش نظر رہنا چاہیئے' دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ ہیں جو اس صورت حال کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ مسلمانوں کو یہ چاہیئے تھا کہ ایسے لوگوں کو سمجھانے کے لیئے

کثرت کے ساتھ مضامین لکھتے

اور صورت حال کو واضح کرتے اور یہ جو درمیانی طبقہ ہے' لاعلم طبقہ یہ اس جھوٹے پروپیگنڈے کی لپیٹ میں کلیتہً آ چکا ہے۔ یہ اس لیئے ان باتوں کو نہیں سمجھتے کہ ایک تو جیسا کہ میں نے بیان کیا آزادیٔ تقریر کا تصور غلط رنگ میں ان کے سامنے رکھا گیا ہے۔ دوسرے دو کمزوریاں اس وقت مغربی ملکوں میں جاگزین ہو چکی ہیں' گہرے طور پر ان میں جڑیں پکڑ چکی ہیں۔ ایک بے حیائی اور دوسرے مذہب سے دوری' چنانچہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی بعض دفعہ ایسی ایسی لغو باتیں چھپ جاتی ہیں کہ کوئی غیرت مند عیسائی دراصل اس کو برداشت نہیں کر سکتا لیکن غیرت اگر کم ہو جائے تو کیا کیا جائے۔ مسلمان تکلیف اٹھاتے ہیں۔ احمدی مسلمان کی حیثیت سے تکلیف اٹھاتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی ملکوں میں بھی گالیاں دی جاتی ہیں تو ان کا تصور بگڑا ہوا ہے اور پھر جنسیات نے اتنا قبضہ کر لیا ہے ان کے دماغ پر کہ یہ سمجھتے ہیں کہ ناول میں جنسی ٹچکلے چھوڑنا تو مجبوری ہو گیا ہے اس کے بغیر تو ناول مزیدار ہو ہی نہیں سکتا۔ تو

جہاں تقدس کا تصور مٹ چکا ہو

جہاں جنسیات قوم کے مزاج پر غالب آ چکی ہو' وہاں ایسی کتاب جس میں مقدس ہستیوں پر حملہ کیا گیا ہے اور جنسی پہلو سے حملہ کیا گیا ہے وہ ان کے نزدیک ایک دلچسپ ناول ہے اس سے زیادہ کچھ بھی حیثیت نہیں۔ ان کو بتانا چاہیئے کہ مسلمانوں کی طرز فکر تم سے مختلف ہے' ہمارے جذبات اور ہیں' ہماری قدریں اور ہیں' ہمیں سمجھنا ہو تو اپنی عیسائیت کی پچھلی صدیوں میں جا کر دیکھو۔ تم انہیں جہالت کی صدیاں کہہ کے رد کر رہے ہو' ہم سمجھتے ہیں اس وقت کوئی غیرت' کوئی روشنی تم میں موجود تھی جو اب مٹ گئی ہے۔ ایک پہلو سے تم روشنی میں داخل ہوئے ہو دوسرے پہلو سے تاریکیوں میں قدم بڑھا رہے ہو۔ پس مذہبی پہلو سے اور تقدس کے تصور کے لحاظ سے تم روشنیوں سے اندھیروں میں سفر کر رہے ہو اس زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس کا ہزارواں حصہ بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا تھا جتنا اب کھلم کھلا ریڈیو' ٹیلی ویژن' اخبارات میں کہا جاتا ہے تو یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے خود اپنے بزرگ بلکہ جس کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں' اس پر حملے کی کھلی اجازت دی ہوئی ہے تو مسلمان اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہیں کہ جن کو ہم نبی بھی نہیں سمجھتے ان کے اوپر ہم حملے کریں۔ یہ جو تضادات ہیں یہ سمجھانے والے ہیں اور بتانے والے ہیں اور خوب بات کھولنی چاہیئے کہ یہ وجوہات ہیں۔ جس طرح ان کا پارلیمنٹ کا حوالہ ہے' بعض تہذیبی اقدار کا

حوالہ ہے یہ بتانا چاہیئے کہ قوموں کے ساتھ مل جل کر رہنے کے لیئے بعض تہذیبی تقاضے تمہیں پورے کرنے ہوں گے۔

عالم اسلام ایک بڑی طاقت ہے

اور آج جبکہ دنیا بدامنی کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔ یہاں امن پیدا کرنے کیلیے تمہیں عقل اور سلیقہ اختیار کرنا چاہیئے اور ایسی طرز اختیار کرنا چاہیئے کہ بے وجہ کسی قوم کا دل نہ دکھے۔ اس تمام تحریک میں سمجھانے کا یہ عنصر غائب رہا ہے۔ چنانچہ جب ہالینڈ میں مجھ سے پریس انٹرویو لیا گیا اور وہاں اور یہاں میں ایک یہ فرق میں نے دیکھا کہ یہاں آج کل اسلام کے حق میں معقول باتیں اور سمجھانے کی باتیں کی جائیں تو ان کو پریس والے شائع ہی نہیں کرتے اور

ہالینڈ اس لحاظ سے بالکل آزاد تھا

انہوں نے نہایت عمدگی اور دیانتداری سے اس انٹرویو کو ریڈیو میں بھی مشتہر کیا اور اخبارات میں بھی شائع کیا اور انہوں نے بتایا کہ کیا ہمیں اعتراض ہے؛ کیوں اعتراض ہے؛ کیا کرنا چاہیے؛ میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ زبان کی آزادی کے علمبردار ہو تو کیا تمہاری آزاد زبان ایک بیہودہ بات کو ردّ کرنے کیلیے استعمال نہیں ہو سکتی تھی اس پر کیا قدغن لگی تھی۔ کیوں تمہارے سیاسی راہنماؤں نے، کیوں تمہارے دانشوروں نے اس ظالم انسان کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا اور اسے رد نہیں کیا اور کیوں اپنے عوام الناس کے سامنے تم نے یہ بات نہیں اٹھائی کہ مسلمانوں کے دل اس معاملے میں بڑے حساس ہیں اور یہ شرافت کی اقدار کے خلاف بات ہے کہ کسی بزرگ کے متعلق ایسے لغو حملے کرنا جس کے اوپر قوم کے لکھوکھہا انسان جانیں قربان کرنے کیلیے تیار ہیں اور کروڑھا ہیں جو جانیں قربان کا دعویٰ تو ضرور کرتے ہیں لیکن لازماً لکھوکھہا ایسے ہیں جو عملاً ہنستے ہوئے اپنی جان فدا کرنے کیلیے تیار بیٹھے ہیں تو یہ

آگ سے کھیلنے والی بات ہے

اس کو سمجھو۔ تمہارے مسلمانوں سے عالمی تعلقات ہیں ان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ اگر شرافت کی خاطر نہیں تو اپنے مفاد کی خاطر اور عقلی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے تم اپنے طرز عمل کو تبدیل کرو۔ اس قسم کی نصیحت کی باتیں، کچھ رشدی کے خلاف باتیں کی ہوتیں اور عالم اسلام کو آپ یہ کہتے کہ ہمارے قانون سردست ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم اس کتاب کو BAN نہ کریں تو عالم اسلام کا ردعمل نسبتاً زیادہ سلجھا ہوا ہوتا اور رشدی کی کتاب کے خلاف ساری دنیا سے باتیں سن کر کچھ تو ان کے دل ٹھنڈے ہوتے لیکن یہاں آزادی زبان استعمال نہیں کی اور غلاظت کو تقویت دینے میں آزادی تقریر کی باتیں ہو رہی ہیں تو جس طرف بھی دیکھیں ایک غلط ردعمل ہے جس نے صورت حال کو انتہائی بھیانک بنا دیا ہے۔

مسلمانوں کے غلط ردعمل نے اتنا نقصان پہنچایا ہے اسلام کو کہ یہ کتاب اپنی ذات میں کبھی بھی اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ کتابوں کو جلایا گیا۔ جھنگڑے ڈالے گئے، گالیاں دی گئیں اس کے نتیجے میں یہ لوگ اس تاریخی پس منظر میں کہ اسلام جہاد کی تعلیم دیتا ہے، غیر کو قتل کرنے کی تعلیم دیتا ہے، غلط افسانے اپنے ذہنوں میں بٹھا بیٹھے، یہاں انگلستان میں عوام الناس سے آپ بات کر کے دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے ان کا اب یہ تصور ہے کہ مسلمان یہاں اب ہر غیر کی گردن کاٹنے کے لیئے تیار بیٹھا ہوا ہے اور ہماری سوسائٹی میں بدامنی پھیل جائے گی اور عذاب نازل ہو جائے گا، اور ہم برداشت نہیں کر سکیں گے حالانکہ مسلمان کی کل ایک ملین کی تعداد ہے اور ان کا جوش جتنی تیزی سے اٹھتا ہے بدقسمتی سے اتنی تیزی سے بیٹھ جاتا ہے۔ صرف دائم رہنے والی نفرتیں پیچھے چھوڑ رہے ہیں اور اسلام کے حق میں کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے لیکن اس سے زیادہ نقصان یہ پہنچا ہے کہ وہ کتاب جو اپنی ذات میں شدید پروپیگنڈے کے باوجود بھی مقبول نہیں ہو رہی تھی اور بعض ممالک اس کو رد کر چکے تھے۔ ہندوستان اس کو بغیر کسی احتجاج کے رد کر چکا تھا۔ جاپان اس کو بغیر کسی احتجاج کے ردّ کر چکا تھا۔ انہوں نے کہا ہم ہرگز اس کا ترجمہ اپنے ملک میں شائع نہیں ہونے دیں گے، اور اس کتاب کے خلاف قطعی طور پر ایسے محرکات تھے جن کے نتیجے میں بعض حکومتیں اس کو اپنے ملک میں شائع کرنے سے

خوف کھا رہی تھیں۔ چند لوگ پڑھتے اور کچھ دیر کے بعد یہ کتاب نظر سے غائب ہو جاتی، گر جاتی

نہایت ذلیل قسم کی کتاب ہے

شریف لوگوں کو اس میں کوئی زیادہ دلچسپی نہیں تھی لیکن اب اتنی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے کہ کروڑہا مغربی دنیا کا انسان اس کتاب کو لینے کیلئے ترس رہا ہے۔ پورا زور لگا رہے ہیں کہ کسی طرح یہ مہیا ہو جائے۔ جب مسز تھیچر نے SPY CATCHER کے خلاف مہم چلائی تھی تو ان کے ناقدین نے یہی بات کہی تھی کہ تم تو اس کتاب کو انگریز کی نظر سے اوجھل رکھنا چاہتی تھی، یہ تمہاری مہم ہی ہے جس نے اس کتاب کو اتنی تقویت بخشی ہے لیکن وہ مہم تو پھر ایک معقول دائرے سے تعلق رکھتی تھی۔ جب آپ بے سرو پا مہم کریں تو زیادہ تر آپ کو نقصان پہنچاتی ہے اور دشمن کو فائدہ پہنچاتی ہے پس ایک نہایت غلیظ کتاب یہاں تک شہرت پا گئی کہ

امریکہ میں ریڈیو اور ٹیلی وژن پر

اب اس کے نہایت گندے اقتباسات جو دراصل مسلمان کی دل آزاری کا موجب تھے، پڑھ کر سنائے جا رہے ہیں یعنی کتاب خریدنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ وہ غلاظت اور وہ خباثت کروڑہا انسانوں تک گھر بیٹھے پہنچ رہی ہے۔ تو انسان کو جوابی کاروائی تو حکمت سے کرنی چاہیئے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں کوئی معقول سلجھی ہوئی لیڈر شپ نہیں ہے اور جو مولوی ہے اس کو اتنی عقل ہی نہیں ہے کہ اسلام کے حق میں کس قسم کی تحریکات چلانی چاہیئں اور کس قسم کی تحریکات سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اور اس زمانے میں سارا عذاب مسلمانوں پر وہ یہ ملّاں ہے جس کو دنیا کے حالات کی، دنیا کی سیاست کی، دنیا کی حکمتوں کی ہوش ہی کوئی نہیں۔ وہ صرف وقتی طور پر ہر اس تحریک میں حصہ لیتا ہے جس کے نتیجے میں بے چینی پھیلے، BLOOD SHED ہو، خون ہو، قتل و غارت ہو، گالیاں دی جائیں، اس کے سوا اس کو کوئی اہلیت نہیں رہی۔ اس کا جو ردعمل یہاں پیدا ہو چکا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ ابھی ہو گا، وہ RACIALISM کو تقویت ملی ہے اور آپ دیکھیں گے کہ مسلمانوں کے خلاف دیر تک اب یہ لوگ اس ناکام کوشش کے نتیجے میں جو انہوں نے کی ہے سازشیں کرتے رہے گے، نئی قسم کی مصیبتیں کھڑی کرتے رہیں گے اور جو کچھ بھی سوسائٹی میں مسلمان نے ایک مقام حاصل کیا تھا اس مقام سے گر کر اب کہیں پہنچ گیا ہے اور بے مقصد۔ اگر کسی تحریک کے نتیجے میں مقام چھوڑ کر قعرِ مذلت میں بھی جانا پڑتا اور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی عزت کو بحال کیا جاتا اور آپ کی حفاظت کی جاتی تو میں اس کے حق میں تھا اور میں آج بھی اس کے حق میں ہوں، ہمیشہ اس کے حق میں رہوں گا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت کی حفاظت کی بجائے آپ کو دنیا میں اور زیادہ اور وسیع طریق پر گندی صورت میں پیش کرنے کے لیئے ایک ذریعہ آپ بن جائیں اور خود قومی خودکشی بھی کریں۔

یہ کس اسلام کے نتیجے میں ہوا

یہ کس حکمت اور کس عقل کے مطابق ہو رہا ہے اور ادھر حالت یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے شرارت کر کے خاص طور پر ایران پر حملہ کیا تھا اور توقع بھی رکھتے تھے، جس نے بھی یہ شرارت کی ہے کہ ایران اس پر جوابی کاروائی کرے گا۔ اب جو عرب کا دل ہے یعنی مکہ اور مدینہ اور حجاز کی سرزمین وہاں سے کوئی جوابی کاروائی کا اعلان نہیں ہو رہا۔ ایران بول رہا ہے اس لیئے مصر سے فتویٰ ہو گیا ہے کہ نہیں BLASPHAMY کے اوپر کسی کو قتل کرنے کا فتویٰ دینے کی اجازت نہیں۔ کیسے تضادات پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک طرف یہ قانون کہ اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پر کوئی اشارۃً بھی ایسی بات کہے جو گستاخی سمجھی جائے اس کا قتل فرض ہے اور کہاں خمینی کی

دشمنی میں اب یہ فتویٰ کہ اتنی غلیظ کتاب جو سراسر خباثتوں پر مشتمل ہے' اس کے مصنف کے اوپر بھی اسلامی تعلیم کی رُو سے موت کا فتویٰ جاری نہیں کیا جا سکتا۔ تو نہ اس غیر دنیا میں مذہب رہا، نہ اپنی دنیا میں مذہب رہا۔ وہاں بھی ایک جھوٹی سیاست اور ملمع کاری ہے' یہاں بھی ایک جھوٹی سیاست اور ملمع کاری ہے۔

وہ دیکھئے !

پاکستان کے ایک مشہور عالم کہلانے والے مولوی محمد طفیل! جنہوں نے افغان صورتِ حال سے خوب فائدہ اٹھایا ضیاء کے زمانے میں۔ ادھر اس سلمان رشدی نے معافی کا اعلان کیا کہ مجھے معاف کر دیا جائے اور ادھر انہوں نے اعلان کر دیا کہ ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔ یعنی ایک احمدی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عشق میں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کا نعرہ بلند کرتا ہے تو اس کو واجب القتل قرار دیتے ہو اور کسی قیمت پر معاف کرنے کیلئے تیار نہیں اور بے حیائی کی حد یہ ہے کہ

نہایت ہی خبیث مصنّف

جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور دیگر بزرگ انبیاء اور صحابہ کے اوپر نہایت گندے اور ناپاک حملے کئے ہیں جس سے ایک غیرت مند مسلمان کا خون کھولنے لگتا ہے اس کو تم اس لئے معاف کر دیتے ہو کہ میں معافی مانگتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کرتا ہے' اپنی ریڈیو ٹیلی وژن کے اوپر کہ کاش میں نے اس سے زیادہ گندی کتاب' اس سے زیادہ سخت کتاب لکھی ہوتی اور ایک لفظ بھی اپنی کتاب کے مضمون کے خلاف نہیں لکھا اور آپ کہتے ہیں جی اس نے کہہ دیا ہے۔ یہ صاحب دل دکھانے پر جو معافی مانگ رہے ہیں اس لئے ہم معاف کر دیتے ہیں۔ کمال ہے معافی کا تصوّر بھی اور انتقام کا تصوّر بھی۔ جو عشاقِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں' وہ تو گردن زدنی ہیں تمہارے نزدیک اور جو خبیث گندے اور ناپاک حملے کرنے والے ہیں اور حدوں سے تجاوز کرنے والے ہیں ان کے منہ کی جھوٹی معافی پر تم ان کو معاف کرنے کے لئے تیار ہو گویا

تم خدا بنے بیٹھے ہو

تمہارے ہاتھ میں اس کی معافی اور اس کی سزا کا معاملہ ہے۔ ہا ہرگز تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جو غیرت ہمارے خدا کے دل میں ہے' خدا رکھتا ہے محمد مصطفیٰ کی غیرت، وہ کبھی ایسے خبیث کو معاف نہیں کرے گا جس نے اس بے باکی اور بے حیائی کے ساتھ دنیا کے سب سے مقدس انسان پر سب سے غلیظ حملے کئے ہیں۔

تم ہوتے کون ہو معاف کرنیوالے

قتل کا حکم نہیں دیتا اسلام۔ یہ اسلام اور احمدیت کی تعلیم ہے اس تعلیم کے خلاف تم احمدیت کے خلاف ہمیشہ سازشیں کرتے رہے ہو اور تحریکات چلاتے رہے ہو لیکن آج جب خمینی نے یہ قتل کا فتویٰ دیا تو تم اس قتل کے فتوے کے بھی خلاف ہو گئے۔ یہ تمہارا تقویٰ' یہ تمہارا مذہب' یہ تمہاری سیاست ہے' اس کو تم اسلام کہتے ہو۔ وہی اسلام پنپے گا دنیا میں جو محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ کا اسلام ہے۔ جس کے ساتھ احمدیت دل و جان سے وابستہ ہے اور ہمیشہ وابستہ رہیگی اور اس اسلام سے ہٹنے کے نتیجے میں تم نے خود دشمن کے ہاتھ میں وہ ہتھیار پکڑا دیئے جن کو پکڑ کر وہ اب غلیظ حملے کر رہا ہے اور تمہارے پاس حقیقت میں ان کے جواب کی کوئی کارروائی نہیں رہی، کوئی موقعہ نہیں رہا۔ کوئی ہتھیار نہیں رہا۔

پس میں احمدیوں کو

اب یہ تلقین کرتا ہوں کہ صورت حال کے تجزیہ کے نتیجے میں

وہ ایسی مؤثر اور دیر پا کارروائی کریں جو آئندہ نسلوں تک پھیل جاتے۔ اگلی صدی اور اس سے اگلی صدی اور اس سے اگلی صدی، آج

ایک صدی کا معاملہ نہیں ہے

محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کا سارا زمانہ غلام ہے۔ اپنے پہلے زمانے کے بھی وہ بادشاہ تھے اور آئندہ زمانوں کے بھی وہی بادشاہ ہیں اس لیئے جماعت احمدیہ ہمیشہ کیلئے ایسی کوششوں میں وقف ہو جائے جس کے نتیجے میں دشمن کے ہر ناپاک حملے کو ناکام بنایا جائے۔

پس میں جماعت کی ان نسلوں سے خصوصیت سے مخاطب ہوں جو ان ملکوں میں پیدا ہوئے ہیں جہاں اسلام پر حملے ہوتے ہیں کہ اگرچہ ہم ان حملوں کے لیئے دفاع کا مضمون سمجھتے ہیں لیکن یہاں کی زبان کے اطوار ہمیں نہیں آتے۔ وہ لوگ جنہوں نے ہندوستان میں یا پاکستان میں یا دیگر ممالک میں انگریزی والوں کا ماحول ہوا کرتا تھا یا ایسے انگریزی سکولوں میں یا CONVENT سکولوں میں پڑھے کہ جس کے نتیجے میں دین کا بے شک کچھ نہ رہا ہو لیکن انگریزی زبان پر دسترس ہو گئی اور اس محاورے کے واقف ہو گئے جو ان کو پسند آتا ہے۔ اس لیئے اپنی نسلوں کو مقامی زبانوں میں ماہر بنائیں اور نئی جوان نسلوں میں سے کثرت کے ساتھ اخبار نویس پیدا کریں کیونکہ صرف زبان کا محاورہ کافی نہیں، اخبار نویسی کی زبان کا محاورہ ضروری ہے اور اس نیت سے کریں کہ ساتھ ساتھ یہ اسلام کا گہرا مطالعہ بھی کریں گے تاکہ ان کی زبان دانی اسلام کے حق میں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں استعمال ہو۔ اس لیئے امریکہ ہو یا افریقہ ہو یا چین ہو یا جاپان ہو یا یورپ کے متفرق ممالک ہوں یا ایشیا کے دیگر ممالک جہاں جہاں بھی احمدی خدا کے فضل کے ساتھ موجود ہیں اور مقامی طور پر ایسی پرورش انہوں نے پائی ہے اور ایسی تعلیم حاصل کی ہے کہ اس ملک کے اہل زبان شمار کیئے جا سکتے ہیں ان کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دفاع کے لیئے اب وقف ہو جانا چاہیئے۔ اور اس نیت سے ادب پر اور کلام پر دسترس حاصل کرنی چاہیئے۔ اور قادر الکلام بننا چاہیئے۔ خود انہی کے ہتھیاروں سے، انہی کے انداز سے ہم ان کے متعلق جوابی کارروائی کرینگے اور اسلام کا دفاع کریں گے، اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تقدس کی حفاظت کریں گے اور یہ جنگ آج کی

چند دنوں کی جنگ نہیں ہے

یہ لوگ اس حملے کو بھول جائیں گے اور یہ تاریخ کی باتیں بن جائیں گی اور پھر ایک بدبخت اٹھے گا اور پھر حملہ کرے گا اور پھر ایک بدبخت اٹھے گا اور پھر حملہ کرے گا اس لیئے احمدیت کو کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ کے لیئے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہو جائے جس طرح حضرت طلحہؓ نے کیا تھا کہ وہ تیر جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر برسائے جا رہے تھے اپنے ہاتھ پر لیئے اور ہمیشہ کے لیئے وہ ہاتھ بیکار ہو گیا۔ اس طرح اپنا سینہ تان کر سامنے کھڑا ہو جائے۔ تمام تیر جو ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر چلائے جا رہے ہیں اپنے سینوں پر لے، یہ اسلام ہے

یہ اسلام کی محبت ہے

اس طرح اسلام کا دِفاع ہونا چاہیئے اور وہ سارے مضامین جو اس کتاب میں کہانی کے رنگ میں چھیڑے گئے ہیں، ان کا محققین اور اہل علم مطالعہ کریں اور ان کے دفاع پر کثرت کے ساتھ مضامین شائع کروائیں اور ایک ایک چیز کو لے کر اب جبکہ یہ دلچسپی قائم ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کا پوری طرح دفاع کریں اور یہ فوری کارروائی کا حصہ ہے اور اس کے لیئے ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے۔

خوش قسمتی سے میری کتاب

"مذہب کے نام پر خون"

کا ایک انگلستان کی کمپنی انگریزی ترجمہ شائع کر رہی ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے کہ جب اس کا انگریزی ترجمہ ان کے

سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کے حوالے سے بہت سی باتیں اس میں کہی گئی ہیں لیکن ISLAMIC TERRORISM پر کچھ نہیں کہا گیا اور ISLAMIC FUNDAMENTALISM پر کچھ نہیں کہا گیا اور مرتد کی سزا قتل کے موضوع کے اوپر جسطرح بھرپور عالمانہ دفاع ہونا چاہیئے تھا اس کی بجائے چند ایک باتوں پر اکتفا کی گئی ہے جبکہ حملے کئی متفرق سمتوں سے ہو رہے ہیں تو ان کا میں ممنون ہوں کہ ان کے اس توجہ دلانے پر میں نے دو نئے باب انگریزی میں اضافہ کیئے جو اردو میں نہیں ہیں اور اس میں منصور شاہ صاحب نے میری مدد کی وہ DICTATION بھی لیتے رہے اور مشورے بھی دیتے رہے کافی انہوں نے محنت کی۔ بہرحال یہ کتاب اب چھپنے کے لیئے تیار ہے اور اس کمپنی کا مجھے پیغام ملا ہے کہ

عجیب اتفاق ہے

اُدھر یہ مسئلہ اٹھا ہے ادھر یہ کتاب ہماری تیار ہے۔ چنانچہ ہم نے سب دنیا میں یہ اشتہار دے دیا ہے کہ اصل اسلامی تعلیم کیا ہے اس کے متعلق ایک کتاب آنے والی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ عاجزانہ خدمت کی توفیق بخشی اور جو انگریزی ترجمہ ہے اس میں میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ سیّد برکات احمد صاحب مرحوم نے اپنی آخری کینسر کی بیماری میں بڑے اخلاص کے ساتھ یہ ترجمہ کیا تھا ان کے لیئے بھی دعا کریں وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ میری خواہش ہے، کہ میری زندگی میں یہ چھپ جائے۔ ان کے مشوروں پر بعض حصّے جو اردو دان طبقے کیلئے موزوں تھے لیکن مغربی دنیا کے لیئے بے تعلق سے تھے، وہ چند، تھوڑے سے حصے حذف کر دیے گئے تھے اور ان کے مشورے پر بعض باتوں کا اضافہ کر دیا گیا تھا۔ اس لیئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گویا مترجم نے دخل اندازی کر کے غلط رنگ میں اس تصنیف کو پیش کیا ہے۔ جو کچھ بھی ہے وہ مجھ سے اجازت لے کر اور مجھے مشورہ دیکر بعض تبدیلیاں انہوں نے کروائی ہیں اور اس سے نفس مضمون پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ مغربی دنیا کے لحاظ سے اِس بات کو تقویت ملتی ہے جو ہم دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس لیئے امید ہے یہ انشاء اللہ تعالیٰ نیک نتیجہ پیدا کرے گی

لیکن یہ کافی نہیں ہے

اس کتاب کے متعلق چونکہ ایسی غلیظ ہے میں اس کو تفصیل سے یہاں بیان نہیں کرسکتا لیکن میں

ایک بورڈ مقرر کروں گا

جو تجزیہ کر کے ان تمام جڑوں تک پہنچے جہاں سے یہ غلط الزامات چلتے ہیں اور پھر بعض احمدی محققین کے سپرد یہ کام کیا جائے گا کہ وہ اس کے جواب لکھیں اور مختلف زبانوں میں ترجمے کر کے ساری دنیا میں پیش کیئے جائیں۔ آج کل چونکہ شیطانی کتاب میں دلچسپی ہے اس لیئے ہو سکتا ہے کہ اس کے بہانے جواب میں بھی دلچسپی پیدا ہو جائے جو ویسے عام حالات میں نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہر میدان میں جہاں اسلام کا دفاع ضروری ہے، ہر اس سرحد پر جہاں اسلام پر حملے ہو رہے ہیں، ہمیشہ احمدی صفِ اوّل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اسلام کے دفاع میں سینہ تانے کھڑے رہیں اور کسی شیطانی کتاب کو یہ طاقت نہ ہو کہ کسی نام پر بھی وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اس پاک مذہب پر حملے کر سکے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

ایک بات جو میں نے جماعت کو سمجھانی تھی اس وقت ذہن سے اتر گئی، میں اب اسے دو خطبوں کے درمیان بیان کرتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ جن ملکوں نے یا جن کمپنیوں نے اس کتاب کو شائع کرنے کی اجازت نہیں دی یا شائع کرنے لگے تھے اور یہ ارادہ واپس لے لیا ان کو جماعت کی طرف سے حوصلہ افزائی اور شکریوں کے خط ملنے

چاہئیں اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ بہت بڑا احسان ہے یعنی ہمارے دل پر احسان ہے جو اس کتاب سے اس قدر دکھ اٹھاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تائید میں کوئی آواز بھی کسی طرف سے بلند ہو، اس کا

شکریہ فرض ہے

اور سب شکریوں سے بالا یہ شکریہ ہے تو ان لوگوں سے مختلف رنگ میں رابطہ ہونا چاہیئے مگر ایسے حکمت کے ساتھ کہ اس کا کوئی غلط تاثر قائم نہ ہو۔ پس انفرادی طور پر بعض لوگ خود ہی لکھتے ہیں وہ تو الگ بات ہے لیکن جماعتیں جب اس مسئلہ پر غور کریں تو حکمت کے ساتھ منصوبہ بنا کر اور مرکز کے مشورے کے ساتھ کاروائی کریں۔

اب تک مثلاً امریکہ میں WALDEN BOOKS کے تین سو سٹورز سے یہ کتاب ہٹالی گئی ہے اگر ہم اس وقت ان کے ساتھ شکریے کا تعلق قائم کریں تو ہو سکتا ہے کہ آئندہ کیلئے پھر وہ ارادہ ہی بدل دیں لیکن اگر یہ نہ ہوا تو مجھے ڈر ہے کہ دوبارہ پھر یہ داخل کر لیں گے جب سمجھیں گے کہ معاملہ ٹھنڈا ہو گیا ہے" تو اس وقت ان لوگوں کے ساتھ رابطہ کرنا، ان کا شکریہ ادا کرنا، ان کو سمجھانا کہ تم اس گند میں نہ پڑو، اخلاقی قدروں کی خاطر احتجاجاً اس کتاب سے اپنا تعلق توڑ لو یہ

مفید نتیجہ پیدا کرسکتا ہے

ساتھ دعا بھی کرنی چاہیئے۔ فرانس اور جرمنی کے پبلشرز نے جنہوں نے کتاب کا ترجمہ شائع کرنا تھا اپنا فیصلہ بدل لیا ہے۔

فرانس کی اور جرمنی کی جماعتوں کا کام ہے

کہ وہ مرکز کو بھی مطلع کرے اور خود مؤثر رابطہ کریں اور کچھ نہیں کہیں سے، بیرونی دنیا سے بھی ان کمپنیوں کو، ان حکومتوں کو شکریے کے خط جانے چاہئیں۔ ہندوستان خاص طور پر شکریے کا محتاج ہے کہ جس نے باوجود اس کے کہ بھاری ہندو اکثریت ہے اصولاً خود ہی اس کتاب کو ردّ کر دیا ہے اور باوجود اس کے کہ ہندوستان پر بہت دباؤ ڈالا گیا ہے لیکن اس نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ ساؤتھ افریقہ باوجود اس کے کہ نسلی دشمنیاں ہیں لیکن اس معاملے میں شرافت دکھایا گیا ہے باقی مسلمان ممالک میں سے چند نے کیا ہے اور عجیب ہے کہ باقی سب نے اس کو ابھی ردّ نہیں کیا اور کوئی قانونی روک کھڑی نہیں کی۔ جاپان نے چونکہ

وہ سمجھدار قوم ہے

غالباً تجارتی اغراض کی خاطر مسلمان ممالک کو خوش کرنے کیلئے اس کتاب کے چھپنے کی اجازت نہیں دی لیکن ویسے بھی ہو سکتا ہے کہ تہذیبی لحاظ سے بھی انہوں نے بُرا سمجھا ہو لیکن کہا بہرحال یہی ہے کہ نہایت بدتہذیب کتاب ہے اس قسم کی کتاب ہم شائع نہیں کریں گے۔ انگلستان کی WH SMITH جس نے کثرت کے ساتھ یہاں شروع کی تھی، وقتی طور پر اس کتاب کو واپس لے لیا ہے۔ سب سے زیادہ جو قابل شکریہ ہیں وہ کارڈینل ہیں لیون (LYONS) کے۔ فرینچ کارڈینل۔ جنہوں نے اس کتاب کے خلاف نہایت بھرپور تبصرہ کیا ہے اور اس تبصرے کو پڑھ کر دل خوش ہو جاتا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ نہایت غلیظ، لغو، لچر، ایسی فحش کتاب ہے کہ دنیا کے کسی شریف آدمی کو اس کو نہیں پڑھنا چاہیئے اور اس کو ساری دنیا کو ردّ کرنا چاہیئے اور اس نے شکوہ کیا ہے عیسائیوں سے کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ جب حضرت عیسیٰ کے خلاف ایک فلم بنائی گئی تھی تو تم جانتے ہو کہ مسلمان تمہارے شانہ بشانہ اس کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اور آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اور دیگر بزرگوں پر حملے ہو رہے ہیں اور تم تماشے دیکھ رہے ہو اور مزے اٹھا رہے ہو، پس وہ کارڈینل ایسا ہے جسے خاص طور پر جماعت کی طرف سے شکریے اور تہنیت کا پیغام ملنا چاہیئے اور ان سب لوگوں کیلئے سب سے اچھا شکریے کا طریق یہ ہے کہ ان کے لئے دعا کی جائے۔ یہ شکریہ ان تک نہیں پہنچے گا لیکن خدا تک پہنچے گا اور انشاء اللہ ہم سے اس شکریے کے نتیجے میں راضی ہوگا اور ان سے بھی راضی ہوگا۔ پس یہ ایک حصہ ہے اور اس میں مزید معلومات بعد میں حاصل کی جا سکتی ہیں اور اس اصولی راہنمائی کے تابع جماعت کو چاہیئے کہ وہ جائز اسلامی ردّعمل دکھائے اور بڑی شان کے ساتھ، بڑی غیرت کے ساتھ دکھائے۔

احمدیت کی دوسری صدی

اور

داعیانِ الی اللہ کی ذمہ داریاں

صفدر نذیر گولیکی ...... مربی سلسلہ

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج ہم ایسے مقام پر کھڑے ہیں جسے دو صدیوں کا سنگم کہنا چاہیے۔ ایسے وقت میں داعیان الی اللہ کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں۔ اپنی تربیت کے ساتھ ساتھ دوسروں کو لوائے محمدیؐ کے نیچے جمع کرنے کے لیئے بھرپور کوشش کرنیکی ضرورت ہے۔ ایسے دِن آنے والے ہیں جو تاریخِ احمدیت میں سنہرے حروف سے لکھے جائیں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان سنہری ایام کیلئے ہمارا کس قدر حصہ ہے۔ اگر ہم نے یہ دن بھی سستی اور غفلت میں گزار دیئے تو یہ ہماری ہی بدقسمتی ہو گی۔ میں چند ایک باتوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حٰمٓ السجدہ)

ترجمہ: اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کیطرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق نیک عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

قرآن کریم کی اس آیت میں داعی الی اللہ بننے کی تحریک کی گئی ہے اور اس کے ساتھ سب سے معزز قول وفعل لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا قرار دیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو دعوت الی اللہ کے پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کیلئے اور حضور انور کی دعاؤں کو جذب کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ ہم روزمرہ کے اوقات میں سے سب سے زیادہ وقت داعی الی اللہ ہونے کی حیثیت سے گزاریں۔

۱۔ سب سے پہلے اپنی اصلاح ضروری ہے

داعی الی اللہ بننے کیلئے ضروری ہے کہ قول وفعل میں تضاد نہ ہو۔ اپنی اخلاقی حالت ان سے اچھی ہو جن کو دعوت دینا مقصود ہے ورنہ دوسروں کیلئے ٹھوکر کا موجب بن جائیں گے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو شخص مصلح بننا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ پہلے خود روشن ہو اور اپنی اصلاح کرے۔ دیکھو سورج جو روشن ہے پہلے اس نے خود روشنی حاصل کی ہے۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ ہر ایک قوم کے معلم نے یہی تعلیم دی ہے۔ لیکن اب دوسرے پر لاٹھی مارنا آسان ہے لیکن دینی قربانی دینا مشکل ہو گیا ہے، پس جو چاہتا ہے کہ قوم کی اصلاح کرے اور خیر خواہی کرے وہ اس کو اپنی اصلاح سے شروع کرے۔ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۱۱)

۲۔ حکمت سے بات کرے

داعی الی اللہ کے لیئے ضروری ہے کہ وہ حکمت کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دے۔ حکمت کیا ہے؟ لوگوں کے عمل، عقل، طبیعت اور وقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے احسن رنگ میں دعوتِ حق دے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کو حکمت دی گئی اس کو خیر کثیر دیا

گیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ سے ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بناسکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنادیتی ہے۔ پس جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنْ کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو اور اسی طرزِ کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے"۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۷)

حدیث میں آیا ہے اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ کہ حکمت مومن کا گمشدہ خزانہ ہے۔ کسی کو بھگا دینا آسان ہے لیکن اپنے ساتھ ملانا مشکل ہے۔ اسی لئے جب حکمت سے بات کی جائے، موقع اور حالات کی مناسبت سے بات کی جائے تو دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے۔

۳۔ نرمی سے بات کی جائے

داعی الی اللہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ انتہائی نرمی سے بات کرے۔ قابلِ قدر شے دردِ دل ہے۔ مخاطب یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائے کہ بات کرنے والے کے دل میں میرے لئے ہمدردی ہے اور اس کی بات نہ مان کر میں بہت زیادہ نقصان کر لوں گا۔ یہی وہ گُر تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے سکھایا اور لوگ جوق در جوق کھنچے چلے آتے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"ہمارے لوگ مخالفین سے سختی سے پیش نہ آیا کریں، ان کی درشتی کا نرمی سے جواب دیں اور ملاطفت سے سلوک کریں، چونکہ یہ خیالات مدت مدید سے ان کے دلوں میں ہیں رفتہ رفتہ ہی دور ہوں گے۔ اس لئے نرمی سے کام لیں۔ اگر وہ سخت مخالفت کریں تو اعراض کریں، مگر اس بات کیلئے اپنے اندر قوت جاذبہ پیدا کرو اور قوتِ جاذبہ اس وقت پیدا ہو گی جب تم صادق مومن بنو گے۔ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۳۲)

۴۔ صبر اختیار کیا جائے

بعض اوقات ایک داعی الی اللہ کو بہت ساری ایسی باتیں سننی پڑتی ہیں جو غیر اخلاقی اور ناشائستہ ہوتی ہیں مزید یہ کہ اس کی بزرگ ہستیوں کے خلاف دل آزار اور ہتک آمیز کلمات کہے جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں جوش کو دبانا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوْالْعَزْمِ پر عمل کرتے ہوئے صبر کرنا داعی الی اللہ کا بہترین ہتھیار اور انبیاء کے کاموں میں سے ایک کام ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"اگر ہمیں کوئی گالیاں دیتا ہے تب بھی صبر کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی کے پیرو مرشد کو گالیاں دی جائیں یا اس کے رسول کو ہتک آمیز کلمے کہے جاویں تو کیسا جوش ہوتا ہے، مگر تم صبر کرو اور حِلم سے کلام کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارا اس وقت کا غصہ کوئی خرابی پیدا کردے جس سے سارا سلسلہ بدنام ہو... ایسے بن جاؤ کہ گویا مسلوب الغضب ہو گویا تم کو غضب کے قویٰ نہیں دیئے گئے"۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۲۸)

ع گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو

مزید ایک جگہ فرماتے ہیں:

"تم گالیاں سن کر چپ رہو۔ گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں اگر تم کو کوئی زدوکوب بھی کرے تب بھی صبر سے کام لو"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۶۴)

ع صبر کی شان کچھ اسطرح نمایاں ہو جائے
آپ سے آپ ہی دشمن بھی ہراساں ہو جائے

۵۔ مطالعہ کتب

داعی الی اللہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ علم دین سے واقفیت رکھتا ہو۔ قرآنی علوم اور حدیث سے واقفیت کے ساتھ ساتھ سلسلہ کا لٹریچر زیرِ نظر رکھے، کیونکہ یہ ضروری ہے کہ جو چیز کسی کے سامنے پیش کرنی ہے اس پر کامل یقین ہو یعنی علی وجہ البصیرت اس پر قائم ہو جو دوسرے کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں۔ کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے، جس کو علم نہیں ہوتا

مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد ششم صـ۵)

"وہ شخص جو ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔ (سیرت المہدی حصہ سوم)

۶۔ تبلیغی نشست

ذکر تھا کہ آریہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کرتے ہیں فرمایا:

"ہماری رائے میں ہمارے احباب کو یہ طریق اختیار کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی ہفتہ وار کمیٹی میں ایسی باتوں کی تردید کیا کریں اور بذریعہ اشتہار ان تمام لوگوں کو مدعو کیا کریں کہ جو اعتراض کرتے ہیں۔ یہ طریق نہایت احسن اور عمدہ تبلیغ حق کا ہے اور غیرت دین کے بہت اقرب ہے۔ ملفوظات جلد پنجم صـ۳۹۲

۷۔ تبلیغی پمفلٹ

ایک صاحب نے سوال کیا کہ لوگ آپ کو سادہ مزاج کہتے ہیں اس لیئے کہ کتب مفت تقسیم کی جاتی ہیں، حضورؑ نے فرمایا:

"گفتہ اند کہ نکوئی کن و در آب انداز۔ کتابیں ہم مفت دیتے ہیں مگر اس میں ہماری سادگی نہیں ہے اور نہ ہم غلطی پر ہیں ہمارا منشاء تبلیغ کا ہوتا ہے اگر ہزار کتاب شائع ہو اور ایک شخص بھی راہ راست پر آجاوے تو ہمارا مطلب پورا ہو گیا۔

ملفوظات جلد پنجم صـ ۱۸۴/۱۸۶

۸۔ مباحثہ و مناظرہ سے پرہیز

داعی الی اللہ کیلئے ضروری ہے کہ مباحثہ و مناظرہ سے پرہیز کرے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی یہی تلقین فرمائی ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صـ۱۴۲)

۹۔ فرد واحد پر زور دینا ٹھیک نہیں

بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ بعض دوست ایک ہی آدمی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ ضرور احمدی ہو،

حضرت اقدس فرماتے ہیں:

فرد واحد پر ہدایت کیلئے زور دینا ٹھیک نہیں ہوتا اور نہ اس طرح انبیاء کو کبھی کامیابی ہوتی ہے عام دعا چاہیئے پھر جو لائق ہوتا ہے وہ اس سے خود بخود متاثر ہوتا ہے"

(ملفوظات جلد پنجم صـ۲۳۲)

۱۰۔ مخالفت سے مایوس نہ ہو

جھوٹوں کی مخالفت نہیں ہوا کرتی۔ مخالفت ہمیشہ راستبازوں کی ہوا کرتی ہے۔ مخالفین ہر طرح سے ستانے کی کوشش کرتے ہیں دکھ دیتے اور مذاق کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں داعی الی اللہ کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے مخالفین بالآخر تھک کر رہ جاتے ہیں

؎ عسر ہو یسر ہو تنگی ہو کہ آسائش ہو
کچھ بھی ہو بند مگر دعوت اسلام نہ ہو،

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جس جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی طاقت تیز ہوتی ہے۔ زمینداروں میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ جتنا جیٹھ ہاڑ تپتا ہے اسی قدر ساون میں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ایک قدرتی نظارہ ہے حق کی جسقدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صـ ۳۱/۳۱۱)

۱۱۔ جذبہ اور جنون

جب تک جذبہ اور جنون نہ ہو غیر معمولی کامیابی نصیب نہیں ہوا کرتی۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ۔ کی ندا ہمارے لیئے کافی ہونی چاہیے، دنیا کو گندی زیست سے نجات دلانے کیلئے اپنے اوپر موت وارد کرنی پڑے گی۔ یہ حالت کب پیدا ہوتی ہے، یہی وقت ہے پیارو کہ پوری قوت کے ساتھ پورے جذبہ کے ساتھ میدان عمل میں آجاؤ۔ تا وہ مقصد پورا ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیکر آئے

؎ عاقل کا یہاں کچھ کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے

باقی صـ ۳۲

مجلسِ علم و عرفان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اگر عید اور جمعہ اکٹھے آجائیں تو انہیں الگ الگ پڑھنا چاہیے یا دونوں کی نمازیں اکٹھی پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: فرمایا کہ دونوں طریق درست ہیں۔ جب عید اور جمعہ کو اکٹھے ملا کر پڑھ لیا جائے تو نماز ظہر الگ پڑھ لی جاتی ہے۔ لیکن ایک استنباط یہ بھی ہے کہ چونکہ ظہر کی نماز جمعہ میں داخل ہو جاتی ہے اور جمعہ عید کیساتھ پڑھنے کے بعد ظہر کی نماز پڑھنی ضروری نہیں ایک دفعہ احمدیت کی تاریخ میں ایسا بھی ہوا ہے ورنہ اس سے پہلے ہمیشہ یہ فیصلہ کیا کرتے تھے کہ جمعہ اور عید ملا کر ادا کیئے جائیں یا علیحدہ علیحدہ۔ جب اکٹھے ادا ہوتے تو نماز ظہر الگ پڑھی جاتی تھی لیکن ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک تیسرے پہلو کے مطابق ظہر کی نماز کو بھی عید اور جمعہ میں شامل کر دیا اس پر لوگوں نے خوب شور مچایا۔ چنانچہ علماء نے حوالے نکال کر ثابت کیا کہ اگر کوئی شخص ظہر کو جمعہ میں مدغم سمجھتا ہے تو اس کا حق ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ اگر جمعہ پڑھ لیا تو ظہر بھی ہو گئی، یہ کوئی خلاف شرع واقعہ نہیں ہوا۔ اس لیئے شور مچانے کا کوئی جواز نہیں اور یہ طریق درست ہے اور یہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا مؤقف تھا۔ عام طور پر جو طریقہ مستحسن سمجھا جاتا ہے یا جس کو مستحب یا رائج طریقہ کہا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ اگر جمعہ اور عید کو ملا کر پڑھ لیا جائے تو ظہر کی نماز الگ پڑھ لی جائے کیونکہ ایسے لوگوں کو جو اس ابہام کو سمجھنے کی بساط نہیں رکھتے، غیر ضروری طور پر فتنے میں نہ ڈالا جائے۔

سوال: رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنے والے شخص کے لیئے کیا روزہ رکھنا ضروری ہے؟

جواب: فرمایا کہ ہاں! یہ ضروری ہے۔ ویسے اگر کوئی شخص اعتکاف کرنا چاہے تو اس کیلئے روزے کی شرط نہیں، لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں روزے کے بغیر اعتکاف نہیں ہو سکتا۔

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش PARTHENO-GENESIS کا نتیجہ ہے اور ایسی پیدائش والے لوگ میڈیکل حقائق کے مطابق آئندہ نسل پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوتے ایسے لوگوں کا دعویٰ کہاں تک درست ہے جو اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ کی اولاد میں سے بتاتے ہیں؟

جواب: فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شادی کرنے اور بچے پیدا کرنے کا کوئی تاریخی ثبوت ہمارے پاس نہیں ایسے دعوے کرنے والے زبانی دعوے کرتے ہیں اور کوئی ٹھوس ثبوت مہیا نہیں کر سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق حتمی طور پر آج تک کسی نے یہ ثابت نہیں کیا کہ آپ کی پیدائش PARTHENOGENESIS کے نتیجہ میں ہوئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اور بات کے نتیجے میں ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اسرار مخفی در مخفی ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن پر ابھی تک انسان کی نظر نہ پڑی ہو۔ کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ قانون قدرت کے تابع ایسی تخلیق کرنے پر قادر ہے جو معمول سے ہٹ کر ہو۔ اس لیئے یہ نتیجہ نکال لینا کہ آپ کی پیدائش فوری طور پر PARTHENOGENESIS کے نتیجہ میں ہوئی ہے اس لیئے آپ پیدائش کرنے کے اہل نہیں تھے میرے نزدیک درست نہیں۔ یہ ایک ایسا عیب ہے جسے انبیاء کی طرف منسوب کرنے کو میری طبیعت قبول نہیں کرتی اور کسی کی طبیعت اسے قبول کرتی ہے تو عیب لگانے سے پہلے وہ اس بات کا ثبوت مہیا کریں۔ میرے خیال میں آپ کی اولاد اس زمانہ میں اس لیئے نہیں ہوئی ہوگی کہ انہوں نے شادی نہ کی

ہوگی۔ شادی نہ کرنیکے نتیجے میں اولاد کا نہ ہونا دوسری بات ہے، اور شادی کر کے اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہونا اور بات ہے۔

فرمایا کہ میرے ذاتی خیال میں وجہ یہی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہونگے تو وہ شادی کرینگے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شادی کرنے اور اولاد پیدا کرنے کا خاص طور پر ذکر کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ پہلے مسیح نے ایسا نہیں کیا تھا۔ کم از کم میں نے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ شادی کی اور نہ ہی بچے پیدا کئے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمادیا کہ جب آپ کی تمثیل آئے گی تو وہ مسیح شادی بھی کرے گا اور اس کے اولاد بھی ہوگی تاکہ کوئی اس بات پر اعتراض نہ کرے کہ پہلے نے نہیں کی تو دوسرے کو بھی مماثلت کی وجہ سے نہیں کرنی چاہیے تھی۔ (مجلس عرفان مسجد فضل لندن ۹ اگست ۱۹۸۶ء)

سوال: کیا مسجد میں عورتیں بغیر پردہ لگائے مردوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو سکتی ہیں۔

جواب: فرمایا۔ دن کے وقت نماز پڑھنے کے لئے درمیان میں پردہ ہونا چاہیے۔ اگرچہ آنحضرت صلعم کے زمانے میں عورتیں مسجد میں آکر مردوں کے پیچھے نماز ادا کرتی تھیں لیکن وہ صرف اس وقت ایسا کرتی تھیں جبکہ ابھی اندھیرا ہوتا تھا۔ اس لئے اگر عورتیں صبح کی نماز کیلئے مسجد میں آتی ہیں اور خاموشی سے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر چلی جاتی ہیں تو اسے ہم غلط نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ موقف سنت کے خلاف ہو جائے گا۔ عام روزمرہ کے اصول کے طور پر حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے صحابہ کرامؓ سے جو ہم نے سنت سیکھی ہے وہ یہی ہے کہ عورتوں کیلئے پردہ کر کے الگ جگہ ہو کیونکہ اس طرح ان کے لئے زیادہ سہولت ہے کیونکہ پیچھے کھڑے ہونے کی صورت میں ان کو سلام پھیر کر فوراً بھاگنا پڑے گا اور نماز کے دوران بھی ہر وقت یہی ڈر رہے گا کہ کوئی پیچھے سے نہ آجائے۔ دن کے وقت عورتوں کا مسجد میں آکر نماز پڑھنے کا کوئی ذکر احادیث میں نہیں ملتا لیکن الگ پردہ کر کے عورتوں کے نماز پڑھنے کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔ اسی طرح امہات المومنین کا بھی پردے کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر بھی ملتا ہے، ہمارے لئے تو آنحضرت صلعم کی سنت مشعل راہ ہے۔ ہم نے تو صرف سنت پر عمل کرنا ہے اور جو بات سنت کے خلاف ہے وہ ہماری مسجدوں میں بھی نہیں ہوگی۔

سوال: کیا عورتوں کو قبرستان میں جانے کی اجازت ہے؟

جواب: فرمایا، آنحضرت صلعم نے عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا ہے لیکن قبرستان جانے سے منع نہیں فرمایا۔ یہ دو الگ اور ایک دوسرے سے مختلف باتیں ہیں اس لئے ان کو الگ الگ رکھنا چاہئے۔ آنحضرت صلعم پر جو مذہب نازل ہوا ہے وہ ایک حقیقی مذہب ہے کوئی فرضی چیز نہیں ہے۔ آپؐ جانتے تھے کہ مردہ جس کو سب مردہ سمجھ رہے ہوتے ہیں اس کی روح کچھ عرصہ تک اس عالم سے تعلق رکھتی ہے اور کچھ باتیں اس تک پہنچ جاتی ہیں اگر اس کیلئے جزع فزع کی جائے تو اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ اس بات کی خبر بھی آنحضرت صلعم ہی دیتے ہیں کہ رونے سے مرنے والے کو تکلیف پہنچتی ہے۔ عورت چونکہ مرد کے مقابلے پر نسبتاً زیادہ جذباتی ہوتی ہے اس لئے آنحضرت صلعم نے تدفین کے وقت عورتوں کو قبرستان جانے سے منع فرمایا ہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ شدت غم سے ان کے منہ سے کوئی نامناسب باتیں نکل جائیں۔ علاوہ ازیں عورتوں کے بیمار ہونے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ جب وہ اپنے پیاروں اور عزیزوں کو لحد میں اترتے دیکھیں تو اس وقت غم کی وجہ سے انہیں کوئی جسمانی عارضہ لاحق ہو جائے۔ بہرحال کسی کو تو تدفین کے لئے جانا ہی ہوتا ہے اس لئے مردوں کو جن میں زیادہ صبر اور کنٹرول ہوتا ہے تدفین کے لئے جانیکی اجازت دی اور عورتوں کو اس بات سے روکا گیا ہے لیکن بعد میں جب صدمہ ذرا کم ہو جائے تو عورتیں دعا کیلئے قبرستان جا سکتی ہیں اس سے ہرگز روکا نہیں گیا۔

(مجلس عرفان ۲۲ اگست ۱۹۸۷ء مسجد فضل لندن)

مرتبہ: ثریا غازی صاحبہ،

جماعت جرمنی کی مجلس شوریٰ انشاء اللہ العزیز 2 جون تا 4 جون 89ء
بروز جمعہ ہفتہ اتوار کولون مشن ہاؤس میں منعقد ہو رہی ہے۔
جن جماعتوں نے تاحال نمائندگان کا انتخاب نہیں کیا وہ جلد از جلد
ایسا کر کے نور مسجد میں اطلاع دیں۔ شکریہ
(سیکرٹری شوریٰ)

آپ جلسہ پر کیوں آرہے ہیں؟

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں۔

آپ جلسہ سالانہ پر اس لیئے آرہے ہیں تاکہ :

۱۔ ایسے حقائق و معارف سنیں جو ایمان، یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لیئے ضروری ہیں۔

۲۔ آپ میں ہر ایک کو دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور آپ کی معلوماتِ دینی وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو۔

۳۔ طالبِ علم اور مشورہ امدادِ اسلام اور ملاقات اخوان کے مواقع حاصل ہوں۔

۴۔ جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں گذشتہ سال داخل ہوئے ہیں، پرانے بھائی ان کا منہ دیکھ لیں اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہو۔

۵۔ (امام کی طرف سے) دوستوں کے لیئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لیئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔

۶۔ جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر گیا ہو، اس جلسہ میں اس کیلئے دعائے مغفرت کی جائے۔

۷۔ اپنے مولا کریم اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔

۸۔ تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور خشکی اور نفاق اور اجنبیت کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہِ ربّ العزّت کوشش کی جائے۔

خدمت کا انمول موقعہ — جلسہ سالانہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ جلسہ سالانہ کے انتظامات اور رضاکارانہ خدمت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"اس خدمت کو معمولی مت سمجھو، بڑی برکتوں والی ہے یہ خدمت، ان چند دنوں کو خدا کیلئے ۲۴ گھنٹے اگر آپ وقف کر دیں تو آپ اس سے مر نہیں جاتے نہ ایسے کمزور ہو جاتے ہیں کہ ہمیشہ کیلئے بیمار ہو جائیں۔ کوئی مستقل بیماری یا نقص آپ کے اندر پیدا نہیں ہوتا تھوڑی سی تکلیف ہی ہے جو آپ نے برداشت کرنی ہے لیکن اس کے نتیجہ میں اس قدر رحمتیں ہیں جن کا آپ نے وارث بننا ہے کہ آپ کا دماغ یا کسی اور انسان کا دماغ تصور ہی نہیں کر سکتا۔ پس ہمارے وہ بچے یا ہمارے وہ بھائی جو اس خدمت کی برکات اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی رحمتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے انہیں میں متوجہ کرتا ہوں کہ وہ ۲۴ گھنٹے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مہمانوں کی خدمت میں گزار کر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں اور اس کے ان گنت فضلوں کے وارث بننے کی کوشش کریں۔"

پس اگر آپ جلسہ سالانہ پر ڈیوٹی دینے کے خواہشمند ہیں تو اپنے نام سے دفتر جلسہ سالانہ کو آگاہ فرمائیں۔ (انچارج دفتر جلسہ سالانہ)

جلسہ سالانہ کی بنیادی اغراض

اور

ان کا لازمی تقاضا

ہمارے مقدس و بابرکت جلسہ سالانہ کی بنیاد جن ارفع و اعلیٰ دینی مقاصد کے پیشِ نظر رکھی گئی تھی، خلاصۃً انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، اور وہ یہ ہیں:

پہلی بنیادی غرض یہ ہے کہ تا افرادِ جماعت کی معلومات دینی وسیع ہوں، ان کا علم اور معرفت ترقی پذیر ہو، وہ یقین کامل سے مالا مال ہوکر ذوق و شوق اور ولولۂ عشق سے ہمیشہ سرشار رہیں۔ مراد یہ کہ ان میں ایسی پاک تبدیلی رونما ہوکہ دنیا کی محبت ٹھنڈی پڑے اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دِل پر غالب آئے اور انہیں ایسی حالت انقطاع میسر آجائے کہ جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔

دوسری بنیادی غرض یہ ہے کہ تا دنیا بھر میں دینِ حق کو غالب کرنے کی تدابیر حسنہ سوچی جائیں اور انہیں بروئے کار لانے کے ذرائع پر غور کیا جائے۔

تیسری بنیادی غرض یہ ہے کہ اس عظیم مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لیئے اللہ تعالیٰ کے حضور اجتماعی طور پر دعائیں کرکے تائید و نصرتِ الٰہی کے حصول کیلئے اپنے قادر و عزیز اور قدیر و مقتدر خدا کے حضور گریہ و زاری کی جائے، کیوں کہ سب کچھ اسی کی دی ہوئی توفیق پر منحصر ہے نہ کہ ہماری اپنی تدبیروں اور کوششوں پر۔

خود جلسہ سالانہ کی ان ہر سہ اغراض کا بتمام و کمال پورا ہونا خدائی تائید و نصرت کے بغیر ممکن نہ تھا اس لیئے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ان اغراض کی تکمیل کیلئے اس میں شرکت کرنے والے خوش نصیب انسانوں کے لیئے بہت درد و الحاح سے دعائیں کیں اور انہیں یہ تسلی دی کہ

"اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لیئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدر گاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف انکو کھینچے"

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی یہ دعائیں جنابِ الٰہی میں مقبول ہوئیں چنانچہ اس مبارک و مقدس جلسہ کی ہر سہ بنیادی اغراض بتمام و کمال پوری ہوتی چلی آرہی ہیں۔ اس میں اہم دینی موضوعات پر ایمان افروز تقاریر سے وہ سماں بندھتا ہے کہ ہر دل یہ محسوس کیئے بغیر نہیں رہتا کہ علوم و معرفت کے دریا بہہ رہے اور روحوں کو سیراب کر رہے ہیں، دِل یقینِ کامل سے مالا مال اور ذوق و شوق اور ولولۂ عشق سے سرشار ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ دِلوں پر اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسا غلبہ و استیلاء پکڑتی ہے کہ حالت انقطاع میسر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ بالخصوص دنیا بھر میں دین حق کے غلبہ کی مہم میں نئی کامیابیوں، کامرانیوں، پیشقدمیوں اور خدائی وعدوں کے پورا ہونے کا ذکر سن کر روحوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اسی طرح درد اور سوز میں ڈوبی ہوئی اجتماعی دعائیں نصرتِ الٰہی کو جذب کرنے کا موجب بنتی ہیں۔

جلسہ تو ہر سال ہی عظیم الشان برکات لے کر آتا ہے اور اس میں شرکت کرنے والے لاکھوں انسان ان عظیم الشان برکات سے مستفیض بھی ہوتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نئی نسل سے تعلق

باقی ۳۲

ہمارا جلسۂ سالانہ

اور

احمدی خواتین کا فرض

جلسہ سالانہ کی ابتداء حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ میں قادیان میں ہوئی ۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے زمین کے کناروں تک پھیلی ہوئی جماعت ہائے احمدیہ اپنے اپنے ملک میں ملک گیر پیمانہ پر جلسہ سالانہ کا انعقاد کرتی ہیں۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں پر اللہ تعالیٰ کی بہت سی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ جماعتِ احمدیہ جرمنی کا ۱۴ءاں سالانہ جلسہ، جو جماعت کی صد سالہ جوبلی کا سال ہونے کے سبب خصوصی اہمیت رکھتا ہے اور توقع ہے کہ گذشتہ سالوں کی نسبت بہت زیادہ تعداد میں خواتین اس بابرکت جلسہ میں شامل ہوں گی،

جلسہ سالانہ پر آنے کی سب سے بڑی غرض تقاریر کا سننا ہوتا ہے خواہ وہ مردانہ جلسہ گاہ سے نشر ہو رہی ہوں یا زنانہ جلسہ گاہ میں عورتیں کر رہی ہوں۔ بڑی محنت سے تقریریں اس لئے تیار کی جاتی ہیں کہ عورتیں اور لڑکیاں اس کو سنیں۔ ان کا علم بڑھے اور ان کی تربیت ہو اور وہ اپنی زندگیاں اس کے مطابق ڈھال سکیں۔ اگر وہ توجہ سے ان تقاریر کو سُنیں گی ہی نہیں تو عمل کیسے کریں گی۔ پس اگر آپ نے جلسہ پر آنا ہے اور آپ کو ضرور آنا چاہیئے تو یہ عہد بھی کر کے آئیں کہ ہم جلسہ سننے کی غرض سے جا رہے ہیں۔ اور ہر قیمت پر توجہ سے جلسہ سنیں گے۔

جلسہ گاہ میں جب تقریریں ہو رہی ہوں، ہر خاتون یہ عزم کر کے آئے کہ باتیں نہیں کریں گی، کسی سے ملنے کیلئے نہیں اٹھیں گی، قطاروں میں چلیں گی، جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جائیں گی۔ کارکنات کے ساتھ سخت کلامی نہیں کریں گی، بچوں کو اپنے پاس بٹھائیں گی، اگر راستہ رکا ہوا ہے تو انتظار کریں گی، دھکے دیکر آگے نہیں جائیں گی،

صفائی کا بہت خیال رکھیں، راستوں میں غلاظت نہ پھیلائیں ہر عورت سے درخواست ہے کہ وہ پلاسٹک کی تھیلی اپنے ساتھ لائے، دوران جلسہ کچھ کھانا ہو تو چھلکے وغیرہ تھیلی میں ڈال کر کوڑے کیلئے مخصوص بڑے پلاسٹک لفافوں میں ڈالیں۔ بیت الخلاء کو صاف رکھیں، بچوں کیلئے پلاسٹک کے جانگیہ ساتھ لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی پر بہت زور دیا ہے۔ خود صاف رہیں جگہ کو صاف رکھیں، قیام گاہ اور جلسہ گاہ اور نہ ہی راستوں میں آپ کی وجہ سے گندگی پھیلے، غیر ضروری کپڑے اور زیور ساتھ نہ لائیں، بچوں کو زیور نہ پہنائیں بلکہ مصنوعی زیورات کے استعمال سے بھی اجتناب کریں۔ بچوں کی ہمہ وقت نگہداشت رکھیں۔ جلسہ گاہ سے نکلتے وقت اطمینان اور وقار سے کام لیں۔

جلسہ سالانہ پر کام کرنے سے انسان بہت سی برکتوں کو حاصل کرتا ہے، اس لیئے جلسہ کے نظام کو بہتر بنانے کیلئے اپنا نام ڈیوٹی کیلئے پیش کریں۔ جو کارکنات ڈیوٹی پر موجود ہوں ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ جلسہ گاہ کا نظام درہم برہم کر کے اسٹیج پر چڑھنے کی کوشش نہ کریں۔

اصل چیز دعا ہے، ابھی سے دعاؤں میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ سب شامل ہونے والیوں کو جلسہ سالانہ کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے، اور ان برکتوں سے حصہ پانے والی ہوں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لیئے کیا ہے۔ آمین،

پروگرام

۱۴واں جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ مغربی جرمنی بمقام گروس گیراؤ

۱۲؍۱۳؍۱۴ مئی ۱۹۸۹ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار

جمعۃ المبارک، ۱۲؍مئی

۱۴-۰۰	تا	۱۵-۳۰	جمعہ ونماز عصر	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
۱۶-۰۰	تا	۱۶-۱۵	تلاوت قرآن کریم معہ ترجمہ	
۱۶-۱۵	تا	۱۶-۳۰	نظم	
۱۶-۳۰	تا	۱۸-۳۰	افتتاحی خطاب	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہفتہ، ۱۳؍مئی

اجلاس اوّل

۱۰-۰۰	تا	۱۰-۱۰	تلاوت قرآن مجید معہ ترجمہ
۱۰-۱۰	تا	۱۰-۲۰	نظم
۱۰-۲۰	تا	۱۰-۴۵	تقریر - سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام از مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی
۱۰-۴۵	تا	۱۰-۵۰	تقریر غیر ملکی نمائندہ
۱۰-۵۰	تا	۱۰-۵۵	نظم
۱۰-۵۵	تا	۱۱-۲۰	تقریر - آئندہ نسلوں کی اعلیٰ تربیت، وقت کا اہم تقاضا - از مکرم مبارک احمد صاحب ساقی
۱۱-۲۰	تا	۱۱-۲۵	تقریر غیر ملکی نمائندہ
۱۱-۳۰	تا	۱۳-۰۰	تقریر حضور اقدس (زنانہ جلسہ گاہ سے مردانہ جلسہ گاہ میں ریلے کی جائے گی۔)
۱۳-۰۰	تا	۱۵-۰۰	وقفہ برائے طعام ونماز ظہر وعصر
۱۵-۳۰	تا	۱۶-۳۰	جرمن پروگرام (اجلاس دوم)

سیرۃ النبی سیشن (اجلاس سوم)

۱۶-۳۰	تا	۱۶-۳۵	تلاوت قرآن مجید معہ ترجمہ
۱۶-۳۵	تا	۱۶-۴۰	نظم
۱۶-۴۰	تا	۱۷-۰۵	تقریر لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق
۱۷-۰۵	تا	۱۷-۱۰	تقریر غیر ملکی نمائندہ
۱۷-۱۰	تا	۱۷-۳۵	تقریر آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیاں موجودہ زمانے کے متعلق ۔ مکرم بشارت احمد صاحب محمود
۱۷-۳۵	تا	۱۷-۴۰	نظم
۱۷-۴۰	تا	۱۷-۵۰	تقریر غیر ملکی نمائندہ
۱۷-۵۰	تا	۱۸-۱۵	تقریر ۔ صحف انبیاء میں آنحضرت ﷺ کے متعلق پیشگوئیاں ۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

اتوار ۱۴ مئی

اجلاس اوّل

۱۰-۰۰	تا	۱۰-۱۵	تلاوت قرآن کریم معہ ترجمہ
۱۰-۱۵	تا	۱۰-۳۰	نظم
۱۰-۳۰	تا	۱۰-۵۵	تقریر ۔ ضرورت زمانہ اور امام مہدی علیہ السلام ۔ از مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب
۱۰-۵۵	تا	۱۱-۰۵	تقریر غیر ملکی نمائندہ
۱۱-۰۵	تا	۱۱-۱۵	نظم
۱۱-۱۵	تا	۱۱-۴۰	تقریر ۔ شجر احمدیت کے صد سالہ شیریں ثمرات ۔ از مکرم چوہدری محمد شریف صاحب خالد
۱۱-۴۰	تا	۱۱-۴۵	تقریر غیر ملکی نمائندہ
۱۱-۴۵	تا	۱۲-۱۰	تقریر ۔ اسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے ۔ از مکرم عطاء المجیب صاحب راشد
۱۲-۱۰	تا	۱۲-۲۵	تقریر غیر ملکی نمائندہ
۱۲-۲۵	تا	۱۲-۳۵	نظم
۱۲-۳۵	تا	۱۳-۰۰	تقریر ۔ دعوت الی اللہ اور ہماری ذمہ داریاں ۔ عطاء اللہ کلیم
۱۳-۰۰	تا	۱۵-۱۵	وقفہ برائے طعام و نماز ظہر و عصر ۔

اختتامی اجلاس

۱۵-۳۰	تا	۱۵-۴۰	تلاوت قرآن کریم معہ ترجمہ
۱۵-۴۰	تا	۱۵-۵۰	نظم
۱۵-۵۰	تا	۱۸-۳۰	اختتامی خطاب و دعا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

عطاء اللہ کلیم
افسر جلسہ گاہ

پروگرام جوبلی جلسہ سالانہ (برائے خواتین) مغربی جرمنی

۱۳، ۱۴ مئی ۱۹۸۹ء بروز ہفتہ، اتوار

اجلاس اوّل

تلاوت قرآن مجید — محترمہ بشریٰ رحیم صاحبہ

نظم — محترمہ طیبہ گیلانی صاحبہ

خطاب — حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اِجلاس دوم

تلاوت قرآن مجید معہ ترجمہ — محترمہ امۃ الرحیم صاحبہ شاد

نظم — محترمہ طاہرہ بٹ

امتِ محمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا احیاء — اردو تقریر — محترمہ طیبہ چیمہ صاحبہ

اسلام میں عورت کا مقام — اردو تقریر — محترمہ مبارکہ متین صاحبہ

نظم — محترمہ شاہدہ صاحبہ (ہمبرگ)

مغربی معاشرہ میں مسلمان عورت کا کردار، لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں (اردو) محترمہ زینت حمید صاحبہ

اسلام کی نشأۃ ثانیہ بذریعہ احمدیت — اردو تقریر — محترمہ قمر النساء (آخن)

نظم — محترمہ شمیم سیال صاحبہ

۱۴ مئی، اتوار

تلاوت قرآن کریم معہ اردو جرمن ترجمہ — محترمہ امینہ مرزا صاحبہ

نظم — محترمہ زاہدہ جاوید صاحبہ

جرمن تقریر — DIE PROPHEZEIUNGEN DES HEILIGEN QURAN UND DES HEILIGEN PROPHETEN MOHAMMAD IN BEZUG AUF DIE AHMADIYYAT.

اردو ترجمہ

نظم — محترمہ باجرہ باجوہ صاحبہ

احمدی خواتین کی صدسالہ خدمات (جرمن ترجمہ) — محترمہ نائلہ قریشی صاحبہ

جرمن تقریر۔ UNSERE VERPFLICHTUNGEN DURCH DAS BAIAT.

معہ اردو ترجمہ

نظم — محترمہ سمیعہ منور صاحبہ + خولہ خالد صاحبہ

اختتامی خطاب و دعا۔

جلسہ سالانہ سے متعلق چند

ضروری گزارشات

۱۔ جلسہ کے دنوں میں ذکر الٰہی درود شریف اور دیگر دعاؤں کا ورد کرتے رہیں اور باجماعت نمازوں میں شامل رہیں۔

۲۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت احمدیت کی فتح کے لیئے خصوصی دعائیں کرتے رہیں۔

۳۔ مسکراتے چہروں کے ساتھ اپنے بھائیوں کے ساتھ پیش آئیں۔

۴۔ انتظامیہ سے مکمل تعاون کریں، کارکنان کے لیئے سہولت پیدا کریں کیونکہ انہوں نے آپکی خدمت کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔

۵۔ اجلاسات کے دوران جلسہ گاہ میں تشریف رکھیں۔ اور تمام مقررین کی تقاریر سے استفادہ کریں۔

۶۔ اپنے ساتھ ٹوپی ضرور لائیں اور جلسہ کے دوران ننگے سر نہ پھریں۔

۷۔ کھانے کے دوران نظم وضبط اور صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ برائے مہربانی جلسہ گاہ اور ناصر باغ کی حدود میں کوئی ایسی چیز نہ پھینکیں جس سے اس روحانی اجتماع اور ناصر باغ کا حسن متاثر ہو۔

۸۔ ہمیں چاہیئے کہ زمین پر گرے پڑے فالتو کاغذات اور دوسری فالتو اشیاء کوڑے والے تھیلوں اور ٹوکریوں میں ڈال دیں۔

۹۔ آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ آپکے اعلیٰ اخلاق جلسہ میں شرکت کرنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم افراد سے دل جیت لیں گے۔

۱۰۔ ناصر باغ کی حدود میں سگریٹ نوشی سے مکمل طور پر پرہیز کریں۔

۱۱۔ لباس کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ ایسا لباس پہن کر آئیں جس سے ایک احمدی کی شخصیت نمایاں ہو۔

۱۲۔ مستورات سے گذارش ہے کہ وہ اسلامی پردہ کا خاص خیال رکھیں۔ اس پردہ میں آپ کی عظمت ہے۔

(شعبہ تربیت)

جلسہ کے دوران بازار بند رہنے کے اوقات

(۱) بروز جمعۃ المبارک ۱۲ مئی ۱۹۸۹ء ۱۴-۰۰ تا ۱۸-۳۰

بروز ہفتہ ۱۳ مئی - ۱۰-۰۰ تا ۱۳-۰۰ اور ۱۶-۰۰ تا ۱۸-۱۵

بروز اتوار ۱۴ مئی - ۱۰-۰۰ تا ۱۳-۰۰ اور ۱۵-۳۰ تا اختتام خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

دوکاندار اگر ان اوقات کی پابندی نہیں کریں گے تو ان کا اجازت نامہ منسوخ کر دیا جائے گا۔ (۲) اشیاء کے جو ریٹ افسر صاحب جلسہ سالانہ مقرر کریں گے دوکاندار ان کی پابندی کریں گے۔ پابندی نہ کرنے والوں کا اجازت نامہ منسوخ کر دیا جائے گا۔

ناصر احمد

(ناظم بازار)

شعبہ ترجمانی کیلئے کارکنان کی ضرورت

جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کے جلسہ سالانہ پر اردو تقاریر کے جرمن ترجمہ ساتھ ساتھ ریلے کرنے کیلئے ایسے احباب کی ضرورت ہے جو اردو اور جرمن دونوں زبانوں میں مہارت رکھتے ہیں۔ ایسے نوعمر نوجوان جو اردو میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد اب یہاں جرمن اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کے لیئے خدمت کا نادر موقعہ ہے۔ جو احباب شعبہ ترجمانی میں کام کرنے کے خواہشمند ہوں وہ اپنے اسماء سے افسر جلسہ گاہ کو آگاہ فرمائیں۔

(افسر جلسہ گاہ)

ہدایات برائے مہمانان و میزبانان

۱۔ جماعتی رہائش کے خواہشمند تمام مہمانان ناصر باغ پہنچ کر شعبہ رہائش کو اپنی آمد سے فوراً مطلع فرمائیں۔

۲۔ بغیر اطلاع شعبہ رہائش، اپنی رہائش تبدیل نہ کریں۔

۳۔ میزبان و شعبہ ہذا سے تعاون فرمائیں۔

۴۔ اگر کسی (مقامی) دوست کے متوقع مہمان تشریف نہ لائیں تو وہ شعبہ رہائش کو اس کی اطلاع دیں۔

۵۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ بصورت دیگر انتظامیہ ذمہ دار نہ ہوگی۔

۶۔ ٹرانسپورٹ اور ناشتہ کیلئے میزبان کو تکلیف نہ دیں کیونکہ جماعتی انتظام ہے۔ (میر عبداللطیف۔ ناظم شعبہ رہائش)

ضروری گذارش

فرینکفرٹ۔ گروس گراؤ اور ملحقہ جماعتوں کے احباب سے درخواست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان کثیر تعداد میں جلسہ سالانہ پر تشریف لا رہے ہیں ان کے لیئے اپنے گھروں میں مزید رہائش کی گنجائش پیدا کر کے ممنون فرمائیں اور مندرجہ ذیل فون نمبر پر خاکسار کو اطلاع دیں۔ ۰۶۱۰۸ - ۷۷۴۲۰

نیز سستے ہوٹلوں کا بندوبست گروس گراؤ کے اردگرد کیا جا رہا ہے جو دوست نسبتاً آرام دہ رہائش چاہتے ہوں وہ بھی اس فون پر مطلع کریں یا تحریری طور پر لکھیں۔ (میر عبداللطیف، ناظم شعبہ رہائش)

ضروری اعلانات

۱۔ امسال جلسہ سالانہ کیلئے یہ پروگرام بنایا گیا ہے کہ مغربی جرمنی کی تمام جماعتیں ریجن وائز بیٹھیں گی۔ اس لیئے تمام دوست جلسہ گاہ میں اپنے اپنے ریجن کے لیئے مقرر کیئے گئے حصہ میں تشریف رکھیں۔

۲۔ اگر کسی دوست کو بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسی تکلیف ہو کہ وہ فرش پر نہ بیٹھ سکتے ہوں اور انہیں دوران جلسہ بینچ یا کرسی درکار ہو، وہ اپنے صدر صاحب کی سفارش سے جلسہ سے قبل افسر صاحب جلسہ گاہ کو تحریر کریں، تاکہ ان کے لیئے پاس مہیا کیئے جائیں۔

عطاء اللہ کلیم

افسر جلسہ گاہ

ہدایات شعبہ ٹرانسپورٹ

۱۔ وقت کی پابندی انتہائی لازمی ہوگی تاکہ ہر بس وقت پر روانہ ہو سکے۔

۲۔ سفر کے دوران اپنی زبانوں کو ذکر الٰہی سے تر رکھیں اور میزبان جماعت کو بھی اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

۳۔ بسوں میں رش کی صورت میں خدام، خواتین، بچوں اور انصاراللہ کا خیال رکھیں۔ (۴) فرینکفرٹ سے ناصر باغ تک بسوں کے کرایہ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ (۵) اگر کوئی شکایت ہو تو شعبہ ٹرانسپورٹ سے رجوع فرمائیں اور اپنے قیمتی مشورہ جات سے بھی نوازیں۔

(رانا سعید احمد خان، ناظم ٹرانسپورٹ)

چندہ جلسہ سالانہ

چندہ جلسہ سالانہ لازمی ہے، ہر کمانے والے احمدی مرد اور عورت کیلئے ضروری ہے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ ادا کرے۔ یاد رہے کہ چندہ جلسہ سالانہ ایک ماہ کی آمد کا ۱/۱۰ ہے جو ایک سال میں ادا کرنا ہوتا ہے۔ سو مارک ماہانہ کمانے والے کا ایک سال کا چندہ جلسہ سالانہ دس مارک ہوگا۔ —— (سیکرٹری مال مغربی جرمنی)

بقیہ صفحہ 25 سے آگے

رکھنے والے نوجوانوں اور بچوں کو اور اسی طرح جماعت میں نئے شامل ہونے والوں کو بھی جلسہ سالانہ کی عظمت واہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات سے آگاہ کر کے یہ احساس دلایا جائے کہ وہ بھی اس جوئے شیریں سے جی بھر کر سیراب ہوں ایسا نہ ہو کہ جہاں دوسرے لوگ برکتوں رحمتوں اور فضلوں سے مالا مال ہو کر لدے پھندے اپنے گھروں کو واپس لوٹیں وہاں اپنی لاعلمی اور نادانی سے ان نوواردوں کی واپسی اس حال میں ہو کہ وہ تہی دامن اور خالی ہاتھ ہوں۔ وہ حسرت ناک محرومی سے اسی صورت میں بچ سکتے ہیں کہ وہ اس مقدس الٰہی جلسہ سالانہ کو میلہ کا رنگ نہ دیں۔ بازاروں میں گھوم کر اپنا وقت ضائع نہ کریں یا رہائش گاہوں میں مجلسیں لگا کر تضیع اوقات کے مرتکب نہ ہوں بلکہ جلسہ کے تمام اجلاسوں میں ہمہ وقت موجود رہ کر علماء سلسلہ کی تقاریر اور سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پر معارف ارشادات کو پوری توجہ اور انہماک سے سُنیں اور انہیں ذہن نشین کرنے کے ساتھ ساتھ دل میں جگہ دیں اور بقیہ اوقات کو دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزاریں اور وہ کچھ پائیں جو ان کے دوسرے لاکھوں بھائی پاتے ہیں۔ اِدھر اُدھر گھوم کر اپنے وقت کو ضائع کرنے والے اس جلسہ کی عظیم الشان برکات سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے سیدنا حضرت اقدس نے فرمایا ہے:

"سب کو متوجہ ہو کر سننا چاہیئے، پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا ہے۔ اس میں سُستی، غفلت اور عدم توجہ بہت برے نتائج پیدا کرتی ہے جو لوگ ایمان میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جب ان کو مخاطب کر کے کچھ بیان کیا جائے تو غور سے اس کو نہیں سنتے۔ ان کو بولنے والے کے بیان سے خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا مفید اور مؤثر کیوں نہ ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں اور دل رکھتے ہیں پر سمجھتے نہیں پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑے غور سے سنو کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا وہ خواہ عرصہ دراز تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔" (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء)

بقیہ صفحہ نمبر 21

والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچا لیں ... اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۹۱)

۱۲۔ شہروں کی نسبت دیہات کی طرف زیادہ توجہ ہو

شہروں کی نسبت دیہات کی طرف زیادہ توجہ ہو کیونکہ گاؤں کے لوگ شہریوں کی نسبت زیادہ صاف اور خدا ترس اور نیک ہوتے ہیں ان کی طرف رجوع کرنا زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بڑی نرمی اور خوش خلقی سے لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کئے جاویں۔ بہ نسبت شہروں کے دیہات کے لوگوں میں سادگی بہت ہے اور ہمارے دعویٰ سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ اگر ان کو نرمی سے سمجھایا جاوے تو امید ہے کہ سمجھ لیں گے"۔

ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۱۸

۱۳۔ استغفار، توبہ، دینی علوم سے واقفیت اور دعا

یہ وہ ضروری امر ہے جس کی ابتداء سے آخر تک ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر دعوت الی اللہ کا کام نہیں ہو سکتا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ۔ کا سبق ہمیشہ یاد رکھنا ہوگا۔ سیدنا حضرت اقدس ؑ فرماتے ہیں:

"ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔ نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو۔ اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الٰہی کے متعلق ہو، خواہ وہ حقوق العباد کے متعلق ہو بچو۔ ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۰۳

پس اے داعیان الی اللہ آگے بڑھو کہ فتح و نصرت کے دن قریب تر ہیں ہمارے لیئے ہمارے پیارے آقا کی دعائیں ہیں

"تمہاری خاطر ہیں میرے نغمے مری دعائیں تمہاری دولت
تمہارے درد و الم سے تر ہیں مرے سجود و قیام کہنا"

بلا تبصرہ

دو اور دل آزار کتابیں

شیطانی کتاب کے خلاف پاکستان کے طول وعرض میں عام شہریوں کے غم وغصے اور احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ ابھی جاری تھا کہ وفاقی وزیر داخلہ نے مزید دو کتابوں کے مندرجات کو قابلِ اعتراض قرار دیتے ہوئے ان کی اشاعت اور خرید وفروخت پر پابندی لگادی۔ ایک کتاب کسی عیسائی مصنف مارٹن لنگس کی ہے۔ نام ہے "محمدؐ" اور دوسری بھی ایک جسکی اے آر راتق کی ہے۔ "لیمپ اسپریڈنگ لائٹ"۔ یہ دونوں کتابیں ان کے مصنفوں کے بموجب سیرتِ رسول مقبول صلعم پر مبنی ہیں۔ پہلی کتاب پر ہجرہ کونسل آف پاکستان کی طرف سے ۷۰ ہزار روپے کا انعام دیا جاچکا ہے۔ کیونکہ اکابر علماء کے پینل نے سابق صدر صاحب کی سربراہی میں اسے سیرتِ نبویؐ کی بہترین کتاب قرار دیا تھا۔ اے آر راتق کی کتاب پر صدارتی ایوارڈ دیا گیا۔ ان دونوں کتابوں کو اعلیٰ ترین اعزازات سے نوازتے ہوئے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا چنانچہ یہ کثیر تعداد میں شائع ہوئیں۔

پاکستان کے ایک نامور دانش ور اور معلم پروفیسر رفیع اللہ شہاب کا ایک مضمون گزشتہ دنوں لاہور کے انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز میں شائع ہوا تو عام لوگوں کو پہلی بار ہر دو کتب کے قابلِ اعتراض مواد کا علم ہوا۔ چنانچہ وزیر داخلہ نے ان پر فوراً پابندی عاید کردی۔ پروفیسر شہاب نے اپنے مضمون میں کتاب کی اشاعت اور تقسیم کا تذکرہ کرتے ہوئے بعض اندوہناک حقائق سے پردہ اٹھایا ہے۔ جن سے ان نام نہاد علماء کے کردار کی قلعی کھل جاتی ہے جو آج شیطانی کتاب کی آڑ میں اپنے دینی جذبات کی نمائش کررہے ہیں۔ فاضل مضمون نگار نے لکھا ہے کہ پہلی کتاب یعنی "محمدؐ" کی اشاعت کے بعد انہوں نے متعدد علمائے سے رجوع کیا اور کتاب کے مندرجات کی طرف ان کی توجہ دلائی تو انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ اس پر ہجرہ ایوارڈ دیا جاچکا ہے، اس لئے اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ بیشتر نے کسی شکایت کو لائقِ اعتنا نہیں سمجھا۔ دوسری کتاب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس پر صدارتی ایوارڈ دیا گیا ہے۔ لہٰذا علمائے سے اس کا تعلق نہیں بلکہ سیکرٹری اطلاعات کی موجودگی میں بعض علماء نے جو ججوں کے پینل میں شامل تھے۔ یہ اقرار کیا کہ کتاب انہوں نے نہیں پڑھی۔ واضح ہو کہ دونوں کتابیں امریکہ یا برطانیہ میں نہیں پاکستان میں شائع ہوئیں اور سابقہ حکومت کی سرپرستی میں اس کے کئی ایڈیشن طبع ہوئے اور ان کے مصنفوں کو بڑے بڑے انعامات اور اعزازات سے نوازا گیا اور یہ "کارِخیر" ہمارے علماء کے ہاتھوں انجام کو پہنچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۰

(ہفت روزہ "اخبارِ خواتین" یکم تا ۷ مارچ ۱۹۸۹ء)

ننکانہ صاحب میں قادیانیوں کے خلاف احتجاجی جلوس، متعدد مکان جلادیئے گئے، اے سی اور ڈی ایس پی زخمی

مظاہرین نے قادیانیوں کے متعدد گھروں میں قیمتی سامان نذر آتش کردیا، جڑانوالہ میں بھی قادیانیوں کے خلاف طلبہ کا مظاہرہ، کالج میں توڑ پھوڑ

ننکانہ صاحب (نامہ نگار) دو روز قبل نواحی چک میں قادیانیوں کی طرف سے مبینہ طور پر قرآن مجید کے نسخے نذر آتش کرنے کے واقعہ کے خلاف بدھ کے روز مقامی طلبہ تنظیموں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے ارکان نے ایک احتجاجی جلوس کے دوران متعدد قادیانیوں کے گھروں میں گھس کر تباہی مچادی، قیمتی سامان باہر نکال کر نذر آتش کردیا جو سامان باہر نہ نکالا جاسکا اسے توڑ پھوڑ کر کے مکمل طور پر تباہ کردیا، متعدد قادیانیوں کو شدید زدوکوب کیا اور بعض مکانات اور ایک الیکٹرک سٹور کو سامان سمیت

باقی صفحہ ۵ کالم ۶ پر

سمیت جلادیا۔ عینی شاہدوں کے مطابق مشتعل مظاہرین جس مکان کو تباہی کا نشانہ بناتے پہلے اس کی برقی رو منقطع کرتے اور پھر گھریلو سامان باہر نکال کر ان پر پچکاریوں سے سپرٹ چھڑک کر اسے نذر آتش کردیتے۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ جو سامان گھروں سے باہر نہ نکالا جاسکا مظاہرین نے مکانات کے اندر ہی اسے توڑ پھوڑ کر تباہ کردیا۔ ان مظاہروں کے دوران اسسٹنٹ کمشنر اور ڈی ایس پی ننکانہ صاحب متعدد سرکاری اہلکار بھی زخمی ہوگئے۔

دریں اثناء ہنگاموں کی اطلاع ملتے ہی ڈپٹی کمشنر اور ایس پی شیخوپورہ بھی موقع پر پہنچ گئے اور مقامی حکام کے ہمراہ تباہی کا نشانہ بننے والے مکانات کا معائنہ کیا اس معائنہ کے دوران ایک مقامی وکیل نے دھاڑیں مار کر روتے ہوئے انہیں بتایا کہ ایک منظم ہنگامی آرائی کے بارے میں پیشگی اطلاع اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود مقامی انتظامیہ اور پولیس نے انہیں تحفظ فراہم نہیں کیا۔ موقع پر موجود بعض افراد نے حکام کو بتایا کہ ان واقعات کے دوران ایک مرحوم ڈاکٹر کی بیٹی کے جہیز کا تمام سامان بھی نذر آتش کردیا جبکہ ماہ رمضان کے فوراً بعد اس یتیم بچی کی شادی ہونے والی ہے۔ اس موقع پر حکام کو قرآن مجید کے نیم سوختہ نسخے بھی دکھائے گئے جو بعض افراد نے جلتے ہوئے سامان سے نکال کر ان کی آگ بجھائی تھی۔ شہری حلقوں نے اس تباہی کی ذمہ داری مقامی پولیس پر عائد کی ہے۔ ضلعی حکام نے ان واقعات کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں ایسے افسوسناک واقعات مسلمانوں کے لئے باعث شرم ہیں۔ انتظامیہ نے مقامی پولیس کو ان واقعات میں ملوث افراد کے ساتھ سختی سے نمٹنے کی ہدایت کی ہے۔ دریں اثناء پولیس نے مقدمہ درج کر کے سات نوجوانوں کو حراست میں لے لیا ہے اور بعض دیگر افراد کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارے جارہے ہیں۔

جڑانوالہ سے ہمارے نامہ نگار کے مطابق جڑانوالہ کے نواحی گاؤں چک نمبر563 گ ب میں گذشتہ روز قادیانیوں کی عبادت گاہ میں قرآن مجید کے نسخے مبینہ طور پر نذر آتش کرنے کے خلاف احتجاج کے طور پر طلبہ کی ایک تنظیم کی اپیل پر گورنمنٹ ڈگری کالج جڑانوالہ کے طلبہ نے زبردست مظاہرہ کیا اور کالج کے اندر توڑ پھوڑ کی جس سے کھڑکیاں، شیشوں اور دیگر سامان کو نقصان پہنچا۔ طالب علم رہنماؤں نے احتجاجی طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے مقامی انتظامیہ سے اس واقعہ کے ذمہ دار قادیانیوں کے خلاف سخت ترین کارروائی کا مطالبہ کیا۔ مزید برآں طلبہ نے پرنسپل کے اس اقدام کے خلاف بھی احتجاج کیا کہ انٹرمیڈیٹ کا امتحان دینے والے تقریباً سو طلبہ کی رول نمبر سلپیں مبینہ طور پر پرنسپل نے روک رکھی تھیں۔ ادھر پرنسپل کا موقف ہے کہ ان طلبہ کے لیکچر کم ہونے کے باعث رول نمبر روکے گئے ہیں تاہم بعد ازاں پرنسپل نے طلبہ کے تمام مطالبات تسلیم کرلئے اور روکی گئی رول نمبر سلپیں بھی جاری کردی گئیں۔

روزنامہ جنگ لاہور
13 اپریل 1989

صوبائی حکومت کی جانب سے قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی

چیچہ وطنی (نامہ نگار) صوبائی حکومت نے مارچ 89ء میں ربوہ میں منعقد ہونے والے قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی لگا دی ہے جس کی باضابطہ اطلاع ربوہ کے ذمہ دار قادیانیوں کو چنیوٹ کی انتظامیہ نے [illegible] دی ہے صوبائی حکومت نے اس فیصلے کا عالمی مجلس [illegible] اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما سید عطاء [illegible] قادری خطیب [illegible] ربوہ مولانا اللہ یار ارشد، خالد [illegible]

3 فروری ۱۹۸۹ سہ شنبہ روزنامہ جنگ لندن

حکومت پنجاب کی پابندیوں کی وجہ سے

ربوہ میں احمدیہ صد سالہ جشن تشکر پوری شان سے نہ منایا جاسکا

احباب نے گلے مل کر ایک دوسرے کو جشن کی مبارک باد دی

غرباء کو صدقہ تقسیم کیا گیا اور نقد رقوم دی گئیں

ربوہ میں سارا دن چہل پہل اور عید کا سا سماں رہا

ربوہ:۔ مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ میں جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک سو سال پورے ہونے پر صد سالہ احمدیہ جشن تشکر حکومت پنجاب کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کی وجہ سے اس شان سے نہ منایا جاسکا۔ جس طرح کی تیاری کی گئی تھی۔ تاہم احمدی احباب نے اس دن بھرپور خوشی اور عقیدت و احترام کا مظاہرہ کیا۔ بچوں، بڑوں، مردوں، عورتوں سب نے نئے کپڑے پہنے احباب نے ایک دوسرے سے معانقہ کر کے مبارک باد دی۔ اور سارا دن عید کی طرح خوشیاں منائیں۔ ایک دوسرے کو تحائف دیئے۔ بچوں کو عیدی کی طرح نقد رقوم دی گئیں۔ احباب نے دعوتیں کیں۔

۲۲ر تاریخ کو دنیا بھر کے احمدیوں کی طرح اہل ربوہ نے نفلی روزہ رکھا۔ ۲۳ر کی صبح بیوت الذکر میں نماز تہجد ادا کی گئی۔ جس میں بچوں کے علاوہ عورتوں اور مردوں نے بھی شرکت کی۔ اجتماعی دعا ہوئی۔

گھروں میں اس دن کی خوشی میں خصوصی طور پر کھانے پکائے گئے۔ مٹھائیوں کی دوکانوں پر دن بھر سخت رش رہا۔ تمام دکانیں کھلی تھیں۔ احباب و خواتین دن بھر خریداری کرتے رہے۔ اکثر لوگوں نے اس دن کی مناسبت سے نئے کپڑے پہنے ہر محلے میں بکرے بطور صدقہ ذبح کیئے گئے۔ اور اس طرح کل ۴۰ ربکرے ذبح کیئے گئے۔

اہل ربوہ کی بہت بڑی تعداد نے بہشتی مقبرہ میں جاکر وفات شدگان کی قبروں پر دعا کی۔

حکومت پنجاب کی طرف سے چونکہ اس جشن کی سرعام سرگرمیوں پر پابندی عائد کی گئی تھی۔ لہٰذا ربوہ کی عمارتوں پر کوئی چراغاں نہیں ہوا۔ مٹھائی تقسیم نہیں کی گئی۔ مردوں اور عورتوں کے جلسے منسوخ کر دیئے گئے۔ حکومت کی طرف سے اپنے احکام کی پابندی کے لئے پولیس کے ۹۰۰ خصوصی نوجوان بھجوائے گئے تھے۔ جو سارا دن شہر میں گشت کرتے رہے۔ یہ خصوصی پولیس فورس جدید اسلحہ آنسو گیس وغیرہ سے مسلح تھی۔ حکومتی احکامات کی تعمیل میں کوئی آرائشی گیٹ نہیں بنایا گیا۔ جبکہ اندازاً پچاس سے زائد آرائشی گیٹ بنائے جانے تھے۔ نہ کہیں کوئی بینر آویزاں کیا گیا۔ جبکہ سینکڑوں کی تعداد میں بینر لگانے کا منصوبہ تھا۔ ربوہ میں منگائی گئی پولیس نے ۴۲ احمدی نوجوانوں کو گرفتار کیا۔ ان میں چار کو دفعہ ۱۴۴ر کی خلاف ورزی کے الزام میں اور ۲۰ ر کو دفعہ ۲۹۸ ر سی اور دفعہ ۱۴۴ر کی خلاف ورزی کے مشترکہ الزام میں گرفتار کیا گیا۔ ان نوجوانوں پر الزام تھا کہ انہوں نے پٹاخے چلائے۔ نعرے لگائے، بیج لگائے اور محلوں میں پہرہ دیا۔ چار لڑکوں کو اس الزام میں پکڑا گیا کہ انہوں نے ایسی ٹی شرٹس پہنی ہوئی تھیں جن پر لکھا ہوا تھا۔

HUNDRED YEARS OF TRUTH

(سچائی کے سو سال)

۲۰ر مارچ کو مقامی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم جاری کیا کہ مسلمانوں کے دل کو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا اس صد سالہ جشن کے موقع پر سرعام مندرجہ ذیل کاروائیاں نہ کی جائیں۔

۱— چراغاں نہ کیا جائے۔

:— آرائشی گیٹ نہ بنائے جائیں۔

:— کوئی جلسہ یا جلوس نہ نکالا جائے۔

:— اس موقع پر لاؤڈ سپیکر یا میگا فون استعمال نہ کیا جائے۔

:— نعرے نہ لگائے جائیں۔

:— بینرز اور بیج نہ لگائے جائیں۔

:— پمفلٹ نہ شائع کئے جائیں۔ نہ چسپاں کئے جائیں۔ دیواروں پر کوئی عبارتیں نہ لکھی جائیں۔

:— مٹھائی تقسیم نہ کی جائے۔ دیگیں نہ پکائی جائیں۔ (یعنی کھانا نہ تقسیم کیا جائے)

:— کوئی ایسا کام جس کے ذریعے براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمانوں کے مذہبی جذبات انگیخت ہوں یا مجروح ہوں نہ کیا جائے۔

اس جشن کی تیاری کا اس انداز میں انتظام کیا گیا تھا کہ اس کو اگر آزادی سے منانے دیا جاتا تو دنیا کی تاریخ میں یہ ایک منفرد جشن ہوتا۔ جس میں ایک بھی گھر نہ ہوتا جہاں چراغاں نہ ہوتا۔ ایک بھی گھر نہ ہوتا جہاں مٹھائی نہ پہنچتی یا کھانا فراہم نہ ہوتا۔

باقی صفحہ آخر (اندر)

جوبلی سپورٹس کمیٹی کے زیرِ اہتمام کھیلوں کے مقابلے، نمائش اور مشاعرہ

صدسالہ جشنِ تشکر کی تقریبات کے سلسلہ میں مغربی جرمنی کی مرکزی سپورٹس کمیٹی برائے جوبلی کے زیرِ اہتمام مؤرخہ ۲۴ مارچ کو بعد نماز جمعہ ڈیٹسن باخ کے سٹی ہال میں کھیلوں کی پُروقار اور نہایت دلچسپ تقاریب کا اہتمام کیا گیا۔ افتتاحی تقریب ٹھیک چار بجے مہمانِ خصوصی Herr Flick کی آمد پر شروع ہوئی اس سے قبل ہال کے گیٹ پر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر مغربی جرمنی اور نائب امیر چوہدری محمد شریف خالد صاحب نے مہمانِ خصوصی کا استقبال کیا جہاں سیکرٹری جوبلی سپورٹس کمیٹی قمر احمد عطاء صاحب نے مہمانِ خصوصی، امیر صاحب اور نائب امیر و صدر سپورٹس کمیٹی کو جوبلی تقریبات کے یادگاری بیجز لگائے۔ معزز مہمان کے کرسیٔ صدارت پر نشست فرما ہوتے ہی کھیلوں کی ان تقریبات میں شامل ہونے والے تمام کھلاڑی نظم و ضبط کے ساتھ قطاروں میں چلتے ہوئے ہال کے اندر داخل ہوئے اور سامنے کی قطاروں میں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ تلاوت کلام پاک کیساتھ کاروائی کا آغاز ہوا جو کہ مکرم مقصود الحق صاحب نے کی۔ مکرم محمد الیاس صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں سے چند اشعار ترنّم سے پڑھے۔ اسکے بعد مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب صدر جوبلی سپورٹس کمیٹی نے اپنے مختصر تعارفی خطاب میں دورانِ سال کمیٹی کے زیرِ اہتمام فٹ بال، باسکٹ بال اور کبڈی کے مقابلوں کے انعقاد سے متعلق پروگرام کی وضاحت کی انہوں نے کھلاڑیوں سے ان مقابلہ جات میں بھرپور حصہ لینے کو کہا اور انہیں اس امر کی جانب بھی توجہ دلائی کہ وہ اِن گیمز کیلئے اپنے آپ کو تیار کریں، باقاعدگی سے ورزش کریں اور انفرادی و ٹیم پریکٹس کا بھی انتظام کریں انہوں نے لجنہ کے سپورٹس پروگراموں کے متعلق بھی بتایا کہ سپورٹس کمیٹی کے تعاون سے لجنہ کھیلوں کے لیے علیحدہ پروگرام مرتّب کر رہی ہے جو دورانِ سال انشاء اللہ العزیز منعقد ہونگے۔ صدر کمیٹی کے خطاب کے بعد صد سالہ جوبلی کمیٹی کے مرکزی سیکرٹری مکرم حمید احمد چوہدری صاحب نے اپنی تقریر میں تمام کھلاڑیوں پر زور دیا کہ وہ باقاعدگی سے محنت کریں اور بڑی لگن سے اپنے کاموں کو سرانجام دیں انہوں نے مزید کہا کہ جسکے نتیجہ میں ہی ممکن ہوگا کہ آپ دنیا میں نام پیدا کرسکیں۔

بعدازاں مکرم امیر صاحب مغربی جرمنی نے اپنے خطاب میں اس توقع کا اظہار کیا کہ انشاءاللہ ہمارے کھلاڑی جرمن کلبوں کے ممبر بنینگے اور اپنے اخلاق اور کردار سے جرمنوں کو احمدیت کی تعلیم سے روشناس کروائیں گے انہوں نے امید ظاہر کی کہ ہماری جوبلی کی کھیلوں کی دیگر تقریبات بھی اسی طرح بارونق ہونگی اور سبھی کھلاڑی ذوق و شوق سے ان کھیلوں میں حصہ لیں گے۔ آپ نے مہمانِ خصوصی Herr Flick کا حاضرین سے تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ ان کا ہماری مسجد سے واسطہ بہت پرانا ہے اور آج انکی سروس بحیثیت پوسٹ مین کے ۲۵ سال پورے ہو رہے ہیں چنانچہ ہم انہیں انکی سلور جوبلی کے موقعہ پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ہماری جوبلی کی تقریب میں انکی شمولیت پر انکے شکرگذار ہیں۔

مکرم امیر صاحب کے خطاب کے بعد مہمانِ خصوصی نے تقریب کے منتظمین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آج انہیں یہاں دعوت دیکر انکی بہت عزت افزائی کی گئی ہے انہوں نے جماعت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر تمام حاضرین کو مبارکباد پیش کی اور اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا بعدازاں مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اسکے بعد

مہمان خصوصی نے سنہری فیتہ کاٹ کر سپورٹس تقریبات کا رسمی افتتاح کیا اس موقعہ پر ہال کی فضا نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کی صدا سے گونج اٹھی اس سے قبل امیر صاحب مغربی جرمنی نے مہمانِ خصوصی کو صد سالہ جشنِ تشکر کی یادگار پلیٹ پیش کی علاوہ ازیں مہمان خصوصی کے ہمراہ یادگاری فوٹو بنایا گیا جسمیں تمام کھلاڑی اور سپورٹس کمیٹی کے اراکین و منتظمین شامل ہوئے بعد ازاں امیر صاحب و نائب امیر صاحب مہمان خصوصی کو رخصت کرنے ہال کے گیٹ تک تشریف لے گئے۔

تقریب کی باقی کارروائی سیکرٹری جوبلی کمیٹی حمید احمد چوہدری صاحب کی زیرِ صدارت جاری رہی۔ آٹھ اطفال بلال داؤد ثاقب داؤد، وقاص داؤد، عفان کاہلوں، عاطف توقیر کاہلوں، منظفر احمد باجوہ، کاشف باجوہ اور عبدالرفیق اطہر نے ترانہ پڑھا بعدہ ہمبرگ ریجن سے تعلق رکھنے والے چار بھائیوں خالد ندیم، طارق کریم، کاشف عظیم اور آصف عدیم نے کراٹے کا TAE-KWON-DO آرٹ میں ایک نہایت ہی دلچسپ اور شاندار مظاہرہ پیش کیا اس موقعہ پر حاضرین نے جزاک اللہ کے نعرے اور ماشاء اللہ کہہ کر انہیں داد دی اور انکی حوصلہ افزائی کی۔ کراٹے کے ایک اور کھلاڑی اختر حمید قریشی (جو کہ ورلڈ کِک باکسنگ میں بھی حصہ لے چکے ہیں) نے بھی اپنے کھیل کا تعارف کرایا اور اسکے مظاہرے کے ذریعے حاضرین کو محظوظ کیا۔

کراٹے شو کے بعد ڈیٹسن باخ کونسٹ راڈ فارن سپورٹس کلب کے ممبر دو احمدی برادران شاہد محمود خالد اور شہود احمد خالد نے سائیکل شو کے ذریعہ سیکو لپنے کھیل سے متعارف کرایا انکی فنی مہارت کو بھی بہت سراہا گیا یاد رہے کہ ڈیٹسن باخ کا یہ کلب اس کھیل میں عالمی چیمپئن ہونے کا اعزاز رکھتا ہے۔

بعد ازاں وقت کی کمی کے باعث میوزیکل چیئرز کا پروگرام ترک کر دیا گیا اور ٹیبل ٹینس کے تمام کھلاڑی اپنے ٹورنامنٹ کے باقی میچز کھیلنے کے لئے دوسرے ہال میں چلے گئے اس دوران سٹیج پر محمد احمد صاحب انور کی صدارت میں صد سالہ جشنِ تشکر مشاعرہ شروع ہوا کُل ۲۲ شعراء نے شرکت کی سٹیج سیکرٹری داؤد احمد صاحب ناصر تھے۔ مشاعرہ کے اختتام پر اجتماعی دُعا کیساتھ یہ تقریبات اختتام کو پہنچیں۔

اس سے قبل اسی ہال میں صبح دس بجے اعزاز رسول صاحب نے ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ کا افتتاح کیا مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب نے دعا کرائی اس ٹورنامنٹ میں کُل 76 کھلاڑیوں نے شرکت کی اور سینئر اور جونیئر سیکشن میں کُل ملا کر 196 میچ کھیلے گئے رکن کمیٹی مکرم مقصود احمد صاحب طاہر نے میچوں کا ریکارڈ تیار کیا جبکہ دیگر اراکین شکیل احمد صاحب اور محمد باقر خالد صاحب نے میچوں کے پروگرام کو احسن طور پر آرگنائز کیا بعد میں سیکرٹری سپورٹس کمیٹی قمر احمد عطاء صاحب نے شرکت کرنیوالے تمام کھلاڑیوں کو قواعد و ضوابط سے آگاہ کیا اور انہیں ضروری ہدایات دیں۔ نماز جمعہ سے قبل تمام کھلاڑیوں کی ریفرشمنٹ سے تواضع کی گئی ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ کیلئے پانچ ٹیبلز کا انتظام کیا گیا تھا اور میچز رات نو بجے تک کھیلے گئے۔

دوران مشاعرہ "نئی صدی کا پیغام" کے عنوان سے ایک دلچسپ مقابلہ بھی منعقد ہوا۔ حاضرین کو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کا ایک اقتباس پڑھکر سنایا گیا جسکے بعد ایک پرچہ تقسیم کیا گیا جس پر اسی عبارت کی خالی جگہیں پُر کرنی تھیں کُل 130 احباب و خواتین نے اسمیں حصہ لیا تقریب کے دوران ہال کے اوپر کے حصہ میں خواتین کیلئے پردہ کا انتظام تھا

نماز جمعہ سے قبل سپورٹس کمیٹی کے زیرِ اہتمام ہال کے برآمدوں میں ایک شاندار نمائش لگائی گئی جسمیں 50 اطفال و خدام اور انصار نے گذشتہ صدی میں حاصل کردہ اپنے یادگاری انعامات، سرٹیفکیٹس اور تصاویر کیساتھ شرکت کی انکے یہ اعزازات

دوسروں کیلئے رشک اور نمونہ کا باعث تھے نمائش میں ہاتھ سے بنی ہوئی اشیاء بھی رکھی گئیں۔ تین صد سے زائد افراد نے یہ نمائش دیکھی۔

جشن تشکر کی تقریبات کے سلسلہ میں ہی مؤرخہ 25 مارچ کو شام چھ بجے سپورٹس کمیٹی کے زیر اہتمام فابرک سپورٹس ہالے فرانکفورٹ میں احمدیہ مسلم باسکٹ بال کلب اور ایک مقامی کلب Postsport verein کے درمیان باسکٹ بال کا ایک نہایت دلچسپ دوستانہ میچ کھیلا گیا جو کہ احمدیہ مسلم ٹیم نے واضح برتری سے جیت لیا۔ میچ کے آغاز سے قبل جوبلی سپورٹس کمیٹی کے سیکرٹری قمر احمد عطاء صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور مہمانِ خصوصی Postsports Verein کے باسکٹ بال کے صدر کا تعارف کرایا۔ ازاں بعد اطفال نے ترانہ پڑھا جسکے بعد صدر سپورٹس کمیٹی چوہدری محمد شریف خالد صاحب اور مہمانِ خصوصی سے دونوں ٹیموں کا تعارف کرایا گیا جسکے بعد ٹیموں کے کھلاڑیوں کا مہمان خصوصی کیساتھ گروپ فوٹو بنایا گیا میچ کے اختتام پر انعامات کی تقریب منعقد ہوئی مکرم عطاء اللہ صاحب کلیم مشنری انچارج مغربی جرمنی نے انعامات تقسیم کئے۔ انہوں نے مہمان خصوصی کو جوبلی کی یادگاری شیلڈ بھی پیش کی ازاں بعد دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں نے سپورٹس کمیٹی کی جانب سے دی گئی چائے پارٹی میں شرکت کی۔

فٹ بال میچ:- مورخہ 3 اپریل کو احمدیہ فٹبال ٹیم نے Heusen stamm کے BSG فٹ بال کلب کے خلاف ایک دوستانہ میچ کھیلا جو 4-1 سے BSG کی ٹیم نے جیت لیا دونوں ٹیموں نے بہت عمدہ کھیل کا مظاہرہ کیا احمدیہ مسلم فٹبال ٹیم کے نظم و ضبط اور اچھے کھیل سے مخالف ٹیم کے سبھی کھلاڑی بہت متاثر ہوئے میچ کے بعد تمام کھلاڑیوں کو چائے پیش کی گئی۔

رپورٹ مرتبہ۔ قمر احمد عطا۔

اعلان

1- بسلسلہ جشنِ صد سالہ منعقدہ سپورٹس مقابلوں میں شامل ہونے والے تمام کھلاڑیوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مورخہ 15 مئی کو ناصر باغ میں تقسیم انعامات کی ایک تقریب منعقد ہوگی جسمیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دستِ مبارک سے انعامات کے مستحق کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائیں گے اس تقریب میں سبھی کھلاڑیوں کی شرکت لازمی ہے مزید معلومات کیلئے خاکسار سے رابطہ قائم کریں۔

(سیکریٹری جوبلی سپورٹس کمیٹی)

2 ریجنل سپورٹس کمیٹیوں کے ناظمین اپنے ریجن میں منعقد ہونیوالی صد سالہ جشن تشکر سپورٹس تقریبات کی رپورٹ مرکزی کمیٹی کو فوری طور پر ارسال کریں اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنیوالے کھلاڑیوں کے نام بھی جلد ارسال فرمادیں۔

نہایت ضروری اعلان

تمام احباب و داعیان الی اللہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر زیادہ سے زیادہ جرمنوں کو اپنے ہمراہ ناصر باغ لے کر آئیں۔ حضور اقدس کے ساتھ جرمنوں کی خصوصی نشست مورخہ 13 مئی بروز ہفتہ ناصر باغ بوقت 15:30 بجے ہوگی۔

مکرم امیر صاحب کے فیصلہ کے مطابق جلسہ سالانہ کے موقع پر جو احباب اپنے ساتھ جرمن دوستوں کو لائیں گے انہیں حضور انور کے ساتھ اپنے دوستوں کو خود متعارف کروانے کی سعادت نصیب ہوگی۔ اسکے علاوہ ماہ جون کے دوسرے یا تیسرے ہفتہ میں نو یون مشن میں ریفریشر کورس کا اہتمام کیا گیا ہے جو داعی الی اللہ اس کلاس میں شریک ہونا چاہیں وہ اپنے نام جلسہ سالانہ کے موقع پر خاص طور پر لکھوائیں

(محمد صفدر رانا ایڈیشنل نیشنل سیکرٹری تبلیغ)

ویڈیو کیسٹ:- حضور اقدس کے دورہ افریقہ (کینیا) کی ویڈیو کیسٹ شعبہ سمعی و بصری میں دستیاب ہیں احباب اپنی جماعت میں ادائیگی کرکے رسید کی فوٹو کاپی ارسال فرماکر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ویڈیو کیسٹ کا یہ سیٹ لے سکتے ہیں اس کے علاوہ مطلوبہ کیسٹ (آڈیو - ویڈیو) جلسہ سالانہ کے موقع پر حاصل کرسکتے ہیں۔ حضور کے دورہ افریقہ کی ویڈیو کیسٹ کی قیمت فی سیٹ 60/ مارک ہے

(نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری)

اعلانات ولادت

1۔ مکرم بشارت احمد صاحب آف فرانکفرٹ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی سے نوازا ہے حضور اقدس نے ازراہِ شفقت بچی کا نام محم احمد تجویز فرمایا ہے۔

2۔ مکرم نصیر الدین صاحب ہمایوں آف Erfelden کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 10 مارچ 89ء کو بیٹے سے نوازا ہے حضور اقدس نے بچے کا نام طلحہ ہمایوں تجویز فرمایا ہے۔

3۔ مکرم محمد اسحاق صاحب سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 27 مارچ 89ء کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے بچی کا نام سندس سلیمان تجویز کیا گیا ہے بچی اپنے بھائی رفیق احمد سلیمان کی طرح تحریک وقفِ نو کے تحت وقف ہے

4۔ مکرم عزیز اللہ خان صاحب آف DAUN کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 17 فروری 89ء بروز جمعۃ المبارک بیٹی سے نوازا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بچی کا نام خولہ رفعت تجویز فرمایا ہے۔

5۔ مکرم سیٹھ خلیق الرحمٰن صاحب آف فرانکفرٹ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 25 جنوری 89ء کو فرزند عطا فرمایا ہے جس کا نام حسام الرحمٰن تجویز کیا گیا ہے نومولود سیٹھ ولی الرحمٰن صاحب آف جہلم کا پوتا ہے۔

6۔ مکرم انوار الدین صاحب آف Gießen کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 11 فروری 89ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام فصیح الدین تجویز کیا گیا ہے۔

7۔ مکرم سلیم احمد صاحب طور ریجنل معاون مال ہیمبرگ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 20 جنوری 89ء بروز جمعۃ المبارک بیٹے سے نوازا ہے بچے کا نام وقاص احمد طور تجویز کیا گیا ہے اور ولادت سے پہلے وقف ہے۔

8۔ مکرم راشد مرزا چغتائی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 3 مارچ 89ء کو بیٹے سے نوازا ہے حضور اقدس نے ازراہِ شفقت بچے کا نام بابل احمد مرزا تجویز فرمایا ہے بچے کو ولادت سے پہلے وقف کر دیا گیا ہے

9۔ مکرم منصور احمد صاحب خالد آف Konstein کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 15 فروری 89ء کو بیٹے سے نوازا ہے حضور اقدس نے ازراہِ شفقت بچے کا نام مسرور احمد خالد تجویز فرمایا ہے نومولود حضور اقدس کی تحریک وقفِ نو کے تحت وقف ہے

10۔ مکرم ملک ظفر منصور صاحب آف Rade کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 6 مارچ 89ء کو بیٹی سے نوازا ہے حضور اقدس نے ازراہِ شفقت بچی کا نام انیلہ منصور تجویز فرمایا ہے

11۔ مکرم سید سلیم گیلانی صاحب نیشنل سیکرٹری وصایا کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور اقدس نے مریم احمد نام تجویز فرمایا ہے۔

احبابِ جماعت سے تمام بچوں کی صحت اور سلامتی والی زندگی اور اُن کے نیک اور خادمِ دین بننے کیلئے دعاؤں کی درخواست ہے

———— × ————

محترمہ انجمن آراء صاحبہ صدر لجنہ حلقہ سنٹر فرانکفرٹ کی پوتی عائشہ صدیقہ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو عمل کی توفیق بخشے آمین

———— × ————

مکرم طاہر اعجاز بٹ صاحب آف WALDBRON کے بیٹے طاہر اعجاز بٹ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کیا ہے احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے آمین

———— × ————

مکرم عبد الجلیل صاحب ظفر آف DARMSTADT کی بیٹی اسماء ظفر نے 6 سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا دور مکمل کیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو مقدس کلام ہمیشہ ہمیش پڑھنے کی اور عمل کرنے کی توفیق دے آمین

احباب خصوصی توجہ فرمائیں

جیساکہ احباب کو علم ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندہ جات میں سے ہے۔ جسکی ادائیگی فروری ہے اور اسے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جاری فرمایا تھا۔

مغربی جرمنی کا جلسہ سالانہ کا ۸۹-۱۹۸۸ء کا بجٹ ایک لاکھ پچاس ہزار مارک ہے اور جس میں تاحال صرف ۷۷ ہزار کی وصولی ہوئی ہے۔ یہ امر قابلِ توجہ ہے۔

احباب جماعت سے اس ضمن میں درخواست ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی مد میں اپنے بقایا جات کی فوری ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں سکریٹریان مال بھی اس بارہ میں خصوصی "ہفتہ وصولی" منا کر اپنی مساعی سے مشن کو مطلع کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اسی طرح فطرانہ اور عید فنڈ کی ادائیگی کی طرف بھی فوری توجہ فرمائیں جن کی ادائیگی نماز عید سے قبل ضروری ہے۔ مغربی جرمنی میں فطرانہ کی شرح ۵ مارک فی کس ہے۔ عید فنڈ حسب استطاعت دیا جاسکتا ہے۔

سید محمد احمد گردیزی
(نیشنل سیکریٹری مال، مغربی جرمنی)

اعتذار اور ضروری تصحیح

اخبار احمدیہ مارچ-اپریل ۱۹۸۹ء کے صـ۳۱ پر صاحب مضمون مکرم ومحترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم کا اسم گرامی اور اسی طرح صـ۸۰ پر مکرم ومحترم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر کا اسم گرامی پریس میں فنی خرابی کی بنا پر شائع ہونے سے رہ گیا ہے۔

ادارہ ہر دو بزرگ احباب اور قارئین کرام سے معذرت خواہ ہے۔ براہِ کرم اپنی اپنی کاپی میں تصحیح فرمالیں۔ شکریہ۔ ایڈیٹر۔

ٹیلی فون نمبر ا
مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی کے گھر کا ٹیلی فون نمبر تبدیل ہو گیا ہے احباب نوٹ فرمالیں -
06152 — 2560

ایک تاریخی دستاویز

اخبارِ احمدیہ کا

صد سالہ جشن تشکر نمبر

صد سالہ جشن تشکر کے مبارک موقعہ پر اخبار احمدیہ کی طرف سے ایک خصوصی شمارہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ الحمدللہ علمی مضامین کے علاوہ یہ شمارہ نادر جماعتی تصاویر پر مشتمل ہے اور ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ شمارہ اس لائق ہے کہ آپ اسے خود پڑھیں اور اپنے دوست احباب، عزیز و اقارب کو تحفتہً دیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر شعبہ اشاعت کے سٹال پر شمارہ (فی کاپی ۵ مارک صرف) مہیا ہو گا۔ علاوہ ازیں نور مسجد سے بھی بذریعہ ڈاک منگوایا جاسکتا ہے۔

مینجر 'اخبار احمدیہ' جرمنی

اعلان

امسال ۲۹ رمضان المبارک کو تحریک جدید میں صد فیصد ادائیگی کرنے والے احباب و خواتین کی فہرست بغرض دعا حضور اقدس کی خدمت میں ارسال کی جاتی ہے

تحریک جدید کے مجاہدین کیلئے یہ مبارک موقع ہے صد فیصد ادائیگی کرکے فہرست میں ۲۸ رمضان المبارک تک نور مسجد ارسال فرمائیں

صد سالہ جوبلی فنڈ میں مکرم ہدایت اللہ صاحب جمیل عفی اللہ عنہ نے 20000 مارک کا وعدہ پیش کیا اور ادائیگی کی توفیق پائی اسی طرح مکرم احسن سلطان محمود صاحب کاہلوں نے استطاعت سے بڑھ کر وعدہ پیش کیا اور صد فیصد ادائیگی کر دی احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانی قبول فرمائے اور ان کے اموال میں برکت ڈالے آمین

(عبدالرشید بھٹی سیکرٹری تحریکات)

کیا حضرت عیسیٰؑ تمام دنیا کے لوگوں کے رسول تھے؟

بشارت احمد انیس ... اوا گس برگ۔

عیسائی دنیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام نوع انسانی کیلئے واحد راستہ اور نجات دہندہ گردانتی ہے۔ عیسائی مناد دنیا کے چپے چپے میں عیسائی مذہب کو پھیلانے کی خاطر دن رات سرگرم عمل ہیں۔ یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ان کی اپنی کتاب انہیں اس بات کی اجازت دیتی ہے؟ کیا اناجیل سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ واقعی حضرت عیسیٰ تمام دنیا کیلئے مبعوث ہوئے تھے؟ اور آپ کا پیغام ساری دنیا کے لئے تھا؟ اس سوال کا جواب تلاش کرنے کیلئے اناجیل کی ورق گردانی کرتے ہوئے ہم کچھ اور ہی نقشہ دیکھتے ہیں۔ اناجیل میں تو یہ لکھا ہے کہ:

"وہ چیز جو پاک ہے کتوں کو مت دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو کہ وے انہیں پامال کریں اور پھر تمہیں پھاڑیں" (متی باب ۷ آیت ۶)۔ انجیل کی اس آیت میں تو صاف کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی عمدہ تعلیم کو صرف اسرائیلیوں تک محدود رکھو ورنہ دوسرے لوگ عیسائیوں میں تفرقہ ڈال دیں گے۔ پھر لکھا ہے:

"ان بارھوں کو یسوع نے فرما کر بھیجا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ پہلے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ (متی باب ۱۰ آیت ۵،۶)۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰؑ نے حواریوں کو صاف تعلیم دی کہ غیر قوموں کو تبلیغ نہیں کرنی۔ پادری صاحبان اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس جگہ "پہلے" کا لفظ آیا ہے اور پہلے بنی اسرائیل کو تبلیغ کرنے کا حکم ہے مگر بعد میں دوسرے لوگوں کو تبلیغ کرنے کی بھی اجازت ہے۔ لیکن بائبل اس تشریح کو قبول نہیں کرتی۔ بائبل میں تو یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے جب تک کہ ابن آدم نہ آجائے"۔

اب یہ حوالہ دیکھنے کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی سے پہلے عیسائی صرف اسرائیلیوں ہی کو تبلیغ کر سکتے ہیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰؑ نے ایک اور جگہ اس مضمون کو اور بھی کھلے الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ " اس نے جواب میں کہا میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"۔ (متی باب ۱۵ آیت ۲۴) اب اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ اور اس سے بڑی وضاحت کیا کی جا سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام دنیا کے نبی نہیں تھے بلکہ صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے مبعوث ہوئے تھے۔

خدا کرے کہ عیسائی صاحبان اس پر غور کریں

عیسائیت

خالد رشید رانا ..... کولون

عیسائی یا مسیحی مذہب کا اہم عقیدہ تثلیث (باپ، بیٹا، روح القدس) ہے۔ یہ ایک میں تین ہیں اور تینوں میں ایک۔

ان کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے خون سے تمام عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔ عیسائی یا مسیحی مذہب کا ظہور پہلی صدی عیسوی میں ہوا۔ چوتھی صدی عیسوی میں یہ سلطنت روما کا سرکاری مذہب قرار پایا اور اس کے بعد تیزی سے اکناف عالم میں پھیلا۔ یورپ شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ کے لوگوں کی غالب اکثریت اسی مذہب کی پیرو ہے۔ ایشیا اور افریقہ میں بھی اس مذہب کے ماننے والے خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ اور ان کی مجموعی تعداد دنیا کی کل آبادی کا ایک تہائی ہے۔ اس مذہب کے کئی فرقے ہیں جن میں رومن کیتھولک فرقے کے پیروؤں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ان کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا پوپ کہلاتا ہے۔ اس کا صدر مقام ویٹیکن (روم) ہے۔ مسیحوں کی عبادت گاہ کو یونانی اور عربی زبان میں کلیسا، فارسی میں کنیسہ پرتگالی زبان میں گرجا اور انگریزی زبان میں چرچ کہتے ہیں۔

قادیان میں صد سالہ جشن تشکر انتہائی دھوم دھام سے منایا گیا

ایسا زبردست جلوس نکالا گیا کہ قادیان کی تاریخ نے کبھی نہیں دیکھا

ہندوستان بھر میں جماعت احمدیہ نے صد سالہ احمدیہ جشن تشکر بڑی دھوم دھام سے منایا۔ بھارت کے قومی ٹیلی ویژن نے اس جشن کو تین دفعہ سارا ٹیلی کاسٹ کیا اور جماعت احمدیہ کے آغاز کا تعارف کرایا۔

حضرت بانی سلسلہ کی تصویر ٹی وی پر دکھائی گئی۔ قادیان میں ایسا زبردست جشن منایا گیا کہ اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ تمام شہر میں جس کی بھاری اکثریت غیر مسلموں پر مشتمل ہے، انہوں نے شرف انسانی اور اعلیٰ انسانی قدروں کا سر بلند کیا اور بڑے حوصلے سے مرد، عورتیں، بچے صد سالہ جشنِ تشکر کے جلوس میں کثرت سے شامل ہوئے اور ایک ایسا زبردست جلوس قادیان کی گلیوں میں نکلا ہے کہ پہلے آج تک کبھی قادیان کی تاریخ میں اتنا زبردست مظاہرہ نہیں دیکھا گیا۔ صرف پنجاب میں ہی نہیں بلکہ بمبئی وغیرہ میں بھی ٹی وی اور ریڈیو اور قومی اخبارات نے اس جشن کی زبردست خبریں شائع کیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے صد سالہ جشن تشکر کا بہت ہی عمدہ آغاز ہندوستان میں ہوا ہے۔ قادیان میں ایک ممبر پارلیمنٹ نے اڑھائی گھنٹے تک جلسہ میں شمولیت کی اور تقریر کی اور اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی انسانی قدروں کو عظیم الشان خراجِ تحسین پیش کیا۔

ربوہ میں ۲۳ سے ۲۵ مارچ تک چراغاں کرنے، مٹھائی اور کھانا تقسیم کرنے پر پابندی

پوسٹر لگانا، دیواروں پر لکھنا اور نعرے بازی کرنا ممنوع قرار دیدیا گیا، امن امان برقرار رکھنے کے لئے پولیس کے دستے پہنچ گئے

ربوہ (نامہ نگار) ڈپٹی کمشنر جھنگ نے ایک حکم جاری کیا ہے جس کے مطابق (۲۳ سے ۲۵) مارچ تک ربوہ شہر میں آرائشی روشنیاں لگانا کھانا تقسیم کرنا، مٹھائی تقسیم کرنا، پوسٹر لگانا، دیواروں پر لکھنا اور نعرے بازی کرنا اور اجتماع کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے شہر میں امن و امان برقرار رکھنے کے لئے پولیس کے خصوصی دستے ربوہ پہنچ گئے ہیں آج اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ، آر ایم ربوہ نے سارے شہر کا تفصیلی دورہ کیا اور بعد ازاں قادیانی جماعت کے ایک وفد سے جس کی قیادت مقامی انجمن کے صدر حکیم خورشید احمد نے کی اسسٹنٹ کمشنر اور آر ایم سے ملاقات کی اور انہیں یقین دہانی کروائی کہ گو ہمارے دل زخمی ہیں لیکن ہم جماعت کی سابقہ روایات کے مطابق اس حکم کی پوری پوری پابندی کریں گے بعد ازاں اسسٹنٹ کمشنر نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے حالات کو تسلی بخش قرار دیا اور شہریوں کے تعاون کی تعریف کی۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۳، مارچ ۱۹۸۹ء)

بقیہ: جشن تشکر

اس جشن کی تیاری کے لئے مقامی انجمن احمدیہ نے ربوہ کی بھرپور صفائی کی۔ جن جگہوں پر سے کمیٹی کوڑا کرکٹ نہ اٹھا سکی وہاں سے کوڑا اٹھایا۔ میدانوں کو ہموار کیا۔ پھول لگائے، باغیچے بنائے۔ ربوہ کے کچے علاقوں میں چھڑکاؤ کا انتظام کیا گیا۔ لیکن بر وقت باران رحمت کے نزول سے اس کی ضرورت نہ رہی۔ ہر گھر میں سفیدی کروائی گئی۔ ہر گھر نے جھنڈیاں خریدیں۔ اور چراغاں کا انتظام کیا۔ بجلی چلے جانے کے خطرے کے پیش نظر تیل کے دیئوں کے علاوہ بھاری مقدار میں جنریٹروں کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ صدر انجمن احمدیہ نے اور دیگر تمام اداروں نے اپنے کارکنوں کو فی کارکن ۵۰۰ روپے خصوصی رقم اس جشن کے لئے ادا کی۔

اگرچہ ربوہ میں بھاری تعداد میں پولیس گشت کر رہی تھی اور خوف و ہراس پھیلنے کا امکان تھا۔ لیکن اہل ربوہ نے جن کی مسکراہٹیں کوئی نہیں چھین سکتا اس روز نہایت خوشی اور بشاشت کا مظاہرہ کیا اور بھرپور جوش و جذبے کا اظہار کیا۔

حکومت کی طرف سے جشن منانے کی سرعام سرگرمیوں پر پابندی کی وجہ سے جو گیٹ وغیرہ جہاں زیر تعمیر تھا وہاں روک دیا گیا۔ چراغاں کے لئے بلبوں کی لڑیاں عمارتوں پر لگی رہیں۔ نہ ان کو اتارا گیا اور نہ جلایا گیا۔

کیا آپ حضرت امام جماعت احمدیہ کی تحریکات سے اپنے بیوی بچوں کو آگاہ رکھتے ہیں۔ اور خود ان پر عمل کرتے ہوئے انہیں بھی ان تحریکات پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)

صد سالہ جشنِ تشکر کی تقریبات کے چند مناظر

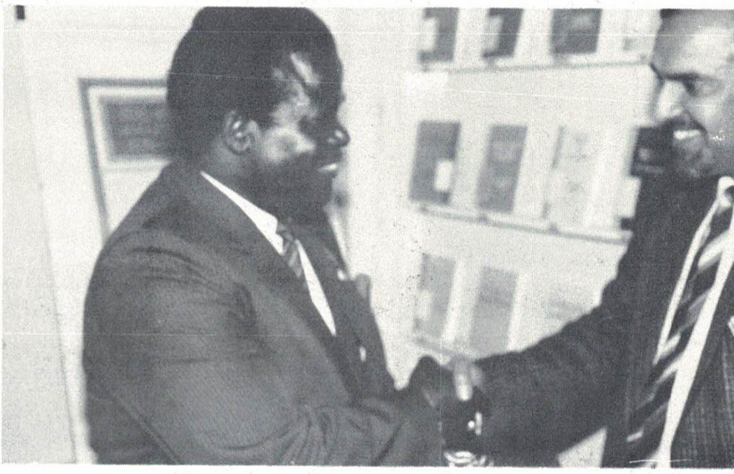

جرمنی کی تمام جماعتوں نے جشنِ تشکر نہایت تزک و احتشام سے منایا